THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, July 11, 2012
(83rd Session)
Volume VII, No.03
(Nos. -)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran …………………….
2. Questions and Answers……………………………..
3. Leave of Absence ………………………………….
4. Legislative Business:
   - Introduction and passage of the Contempt of Court Bill, 2012 ……………………………

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VII No.03 SP. VII(03)/2012 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, July 11, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty eight minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝١٥ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝١٦ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝١٧ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ
الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝١٨

ترجمہ: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز، سزاوارِ حمد و ثنا ہے۔ اگر وہ چاہے تمہیں نابود کردے اور نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بار (گناہ) نہ اٹھا سکے گا اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا (دوسرے کو) اپنا بوجھ بٹانے کے لیے بلائے گا تو اس سے کچھ بھی بوجھ نہ اٹھایا جاسکے گا خواہ قریبی رشتہ دار ہی ہو، (اے حبیب!) آپ ان ہی لوگوں کو ڈر سناتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کوئی پاکیزگی حاصل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے پاک ہوتا ہے، اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

(سورۃ فاطر، آیات 15 تا 18)

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T02)

T2–11th July 2012 ER/4/Bhatti/ED: Mubashir 5:40 P.M.

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ We take up questions. Question No. 36 of Senator Begum Najma Hameed *Sahiba*.

Q. No. 36

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Mr. Chairman! I would like to draw your attention that the question asked, is that the fact that the stock of fertilizers is not enough to meet the demand. The answer is in relation to only urea. Will the Minister concerned be pleased to state what is the position of availability of ammonium nitrate, nitro phosphate, DAP, SSP and other fertilizers which are basically used for various crop patterns in Pakistan?

Mr. Chairman: Minister for Industries.

جناب محمد بشارت راجہ (مشیر برائے تجارت): جناب چیئرمین! یہ fresh question بنتا ہے۔ ہم جس چیز کو deal کرتے ہیں، import کرتے ہیں اور جس کی distribution NFML کے ذریعے کی جاتی ہے، اس کے متعلق جواب دیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی مظفر شاہ صاحب۔

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Mr. Chairman! Sir, if you kindly see, the question is not in relation to any specific type of fertilizer but fertilizers generally. Therefore, the honourable Minister should have the details of availability of all forms of fertilizers which are available from *Kharif* and *Rabi* for all cropping patterns in Pakistan.

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! آپ اس سوال کو دیکھ لیں اس میں پوچھا گیا ہے کہ whether it is a fact that the stock of fertilizers, no specific name has given over there, is not enough to meet the demand, if so, the steps taken to procure more stocks, and so, it relates to all fertilizers not to a specific اور آپ کا جواب یوریا کے حوالے سے ہے، that is his question.

محمد بشارت راجہ: جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو situation ہے کہ ہمارے پاس fertilizers میں یوریا کی shortage ہوتی تھی اس کی باقی تمام اقسام کی کوئی shortage نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Muzafar Shah *Sahib*! reply is there, he says that there is no shortage of any other fertilizer.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Mr. Chairman! There is a shortage of fertilizer for nitrophos, there is no nitrophos available in the market, it's being imported. There is no availability of SSP, so these are basic fertilizers and the statement should be made about is the present state of production? What is the demand? How much is the shortage? How would the government meet this shortage for *Kharif* and *Rabi* during the present year?

جناب چیئرمین: راجہ بشارت صاحب۔

محمد بشارت راجہ: جناب چیئرمین! ہمارے پاس خریف کے لیے جو demand آئی تھی، ہمارا demand کو access کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فصل سے پہلے، خریف سے پہلے اور ربیع سے پہلے ہم باقاعدہ stakeholders کی ایک میٹنگ بلاتے ہیں۔ ان stakeholders میں ہمارے تمام صوبوں سے بھی نمائندے ہوتے ہیں، زمینداروں کے نمائندے بھی ہوتے ہیں اور وہ ادارے جو fertilizers produce کرتے ہیں، وہ بھی ہوتے ہیں اور اس وقت assessment کی جاتی ہے کہ اس وقت ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے، ہمیں کس چیز کی کمی کا سامنا ہو گا، اس کی کتنی shortage ہو گی اور ہم نے اس کو کیسے meet کرنا ہے۔ اُس وقت خریف کے لیے ہمارے پاس جو demand آئی تھی وہ صرف اور صرف یوریا کے لیے تھی۔ ہمیں اس وقت یوریا میں کسی کمی کا سامنا ہے اور نہ انشاءاللہ تعالیٰ ہو گا، ہم نے پورے انتظامات کر لیے ہیں۔ ہم stakeholders کے ساتھ میٹنگ کرتے ہیں اور اس میں assessment کی جاتی ہے اور جیسے میرے معزز ممبر کہہ رہے ہیں اس کی قطعی طور پر کوئی demand سامنے نہیں آئی تھی، اس لیے یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ کمی نہیں ہے شکریہ۔

Mr. Chairman: Next Question No. 37 of Senator Begum Najma Hameed *Sahiba.*

(Continue....... T3)

T03−11July2012 Ashraf/Ed.Zafar Er.3 0550

راجہ بشارت۔۔۔

وہ ادارے جو فرٹیلائزر produce کرتے ہیں وہ بھی ہوتے ہیں اور اس وقت assessment کی جاتی ہے کہ اس وقت ہمارے ہاں کس چیز کی کمی ہے، کس چیز کی کمی کا ہمیں سامنا ہوگا، اس کی کتنی shortage ہوگی اور اس کو ہم نے کیسے meet کرنا ہے۔ اس وقت خریف کے لیے ہمارے پاس demandصرف اور صرف یوریا کے لیے آئی تھی اور ہمیں اس وقت یوریا کی کمی کا کوئی سامنا نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہی ہوگا۔ ہم نے پورے انتظامات کر لیے ہیں۔ stakeholdersکے ساتھ ہم meetings کرتے ہیں اور اس میں assessment کی جاتی ہے جیسے میرے معزز رکن فرمارہے ہیں اس میں اس کی قطعی طور پر کوئی demandسامنے نہیں آئی تھی جس سے تاثر لیا جاتا کہ کمی ہے۔ .Thank you sir

Mr. Chairman:Thank you, next question Begum Najma Hameed *Sahiba*.

Senator Begum Najma Hameed: Question No.37.

Mr. Chairman:Answer taken as read, any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے نام نہیں لکھے۔ بڑے اہم عہدوں پر جو لوگ مامور رہے ہیں ان کی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں لیکن ان کے کوئی نام بھی ہوں گے۔ پہلے بھی بڑے اہم لوگ تھے جنہوں نے سٹیل ملز کا بیڑہ غرق کیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب ذیلی کمیٹیاں بھی بنی ہیں لیکن جو لوگ بنائے گئے ہیں ان کے ناموں کی لسٹیں تو آپ نے دی نہیں ہیں۔ یہ انہی کے رشتہ دار ہیں، انہی کے بھائی ہیں جنہوں نے پہلے سٹیل ملز کا کچھ نہیں چھوڑا۔ اب جو کچھ ہے وہ بھی لے جائیں گے۔ کم از کم ہمیں پتا تو چلنا چاہیے کہ ذیلی کمیٹیاں کن لوگوں کی بنی ہیں جو اہم عہدوں پر مامور رہے ہیں اور پھر اہم جگہوں پر مامور کر دیئے گئے ہیں۔ میں ان کے نام پوچھنا چاہتی ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ ان کے نام بھی بتائے جائیں اور جو سرپرستی میں Advisory Committee ہے اس کے نام بھی بتائے جائیں کہ اس میں کون کون سے لوگ ہیں کیونکہ سٹیل ملز میں تو پہلے ہی کچھ نہیں رہا اور جو تھوڑا بہت ہے وہ بھی یہ اہم لوگ لے جائیں گے۔ ہمیں پتا چلنا چاہیے کہ اس میں اب کون ہے؟

جناب چیئرمین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ! آپ کا یہ question Ministry of Commerce سے relate کرتا ہے۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جی یہ question آپ کو بھیجا تھا، آپ کے وساطت سے ہی ان تک یہ بات پہنچ سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ question No.37 Ministry of Commerce کے حوالے سے ہے۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: یہ سٹیل ملز والا نہیں ہے؟

جناب چیئرمین: دیکھ لیں آپ، یہ 37,commerce کے حوالے سے ہے اور MOS, Commerce جواب دینے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: ٹھیک ہے جی، میں نے اس کا ہی دیکھا تھا۔ میں نے سمجھا وہ 37 ہے۔ اس میں تقرریوں کے ضمن میں grades کی بھی لسٹ آگئی ہے. sorry میں اس پر کوئی ضمنی نہیں کرنا چاہتی لیکن next question 39 بھی میرا ہے۔ اس پر بھی میں بات کرنا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال بھی آپ کا ہے، بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔ .Question No پڑھ دیں۔

Senator Begum Najma Hameed: Question No.39.

Mr. Chairman: Answer taken as read, any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: اس پر میں نے یہی ضمنی سوال کیا ہے۔ میں نے تفصیل پوچھی ہے کہ ہمیں ان کی لسٹیں چاہییں جو سٹیل ملز کے حوالے سے لوگ مامور کیے گئے ہیں کیونکہ پہلے جو لوگ سٹیل ملز میں تھے اب بھی وہ لوگ ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ وہ بہت اہم عہدوں پر رہے ہیں جنہیں مامور کیا گیا ہے، جواب آیا ہے۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ پہلے بھی بہت اہم لوگ تھے جنہوں نے سٹیل ملز کا بیڑہ غرق کیا ہے۔ میں ان کے نام پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو رہ گیا ہے اور باقی بچا ہے اس کو جو لوٹنے، لٹانے کے لیے آئے ہیں میں ان کے نام پوچھ رہی ہوں، ان کی لسٹیں مجھے چاہییں کہ وہ کون لوگ ہیں جو سٹیل مل میں اب آئے ہیں؟ یہ بتا دیں تو بہت مہربانی ہو گی۔

Mr. Chairman: Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! میں دوبارہ تھوڑی سی تصحیح چاہوں گااور میڈم ذرا repeat کردیں گی تو میں clearly بتا سکوں گا۔ انہوں نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب موجود ہے۔ اس میں انہوں نے کچھ لوگوں کے نام پوچھے ہیں تو وہ میرے خیال میں اس سوال میں تو نہیں ہیں۔ اگر وہ پوچھنا یہ چاہ رہی ہیں کہ اس وقت سٹیل ملز کے CEO کون ہیں تو وہ CEO April کے مہینے میں گئے ہیں جن کا نام جنرل جاوید ہے۔ ان سے پہلے مختلف لوگ آتے جاتے رہے ہیں۔ جو بھی میڈم کو detail چاہیے ہوگی وہ میں provide کردوں گا۔

جناب چیئرمین: جی بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! میں وہی سوال کر رہی ہوں جی۔ انہوں نے بہت مختصر سا جواب دیا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو چھوٹی کمیٹیاں انہوں نے بنائی ہیں اور ان میں لوگوں کو مامور کیا ہے جو اہم عہدوں پر رہے ہیں، میں ان کے نام بھی پوچھنا چاہتی ہوں اور اب جو باقی لوگ آئے ہیں ان سب کے لسٹوں میں نام نہیں ہیں، ان میں سے کسی کا بھی نہیں ہے۔ صرف آپ نے ذکر کیا ہے کہ وہ بہت اہم عہدوں پر رہے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ وہ بھی اہم عہدے دار تھے جنہوں نے پہلے سٹیل ملز لٹائی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کے نام ہمیں مہیا کیے جائیں۔

Mr. Chairman: Minister for Production. Probably this is a supplementary question relating to Steel Mills, سوال کے جو دو حصے ہیں ان کا تو جواب آ گیا ہے مگر what is she asking now. Do you want fresh notice on that?

خواجہ شیراز محمود: Sir, وہ جو لسٹ چاہیں گی میں provide کرنے کا پابند ہوں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں نے پوچھ لیا ہے آپ وہ provide کردیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Begum Kalsoom Parveen *Sahiba*.

Senator Kalsoom Perveen: Thank you sir.

جناب! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے سٹیل ملز میں خسارے کے حوالے سے بہت سی اصلاحات کی بات کی ہے، management کے حوالے سے بھی بات کی ہے کہ آپ نے بورڈ تشکیل دیا ہے اور بورڈ کی فوری call meetings کر رہے ہیں۔ مالی اقدامات کیے ہیں، operational improvements بھی کی ہیں۔ کیا مجھے بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے گزشتہ 2010-2011 and now 2012 میں کس حد تک خسارے پر قابو پالیا ہے یا کس حد تک یہ مالی فائدے کی طرف چلے گئے ہیں کیونکہ ابھی تک تو خسارے میں ہیں۔ ان کے ان اقدامات کی وجہ سے کتنا مالی خسارہ پورا ہو سکا ہے؟

Mr. Chairman: Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود: چیئرمین صاحب! آپ کہہ لیں کہ پاکستان سٹیل کے حوالے سے بڑی مایوس کن صورت حال ہے اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ خسارہ بڑھتا ہی جا رہا ہے اور کم نہیں ہو رہا۔ میں honourable Senator اور پورے ہاؤس کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس سال جون میں جو closing ہوئی ہے اس میں پچھلے سال کی نسبت خسارہ بڑھ گیا ہے اور ہم 21 ارب کے قریب خسارے کو touch کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہمایوں خان مندوخیل صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: Sir, انہوں نے خسارے کی بات کی ہے۔ چار سال پہلے یہ ادارہ profit میں جا رہا تھا اور all of a sudden یعنی اگلے سال یہ خسارے میں چلا گیا۔ ایک تو کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ اس کے ذمہ دار کون لوگ تھے؟ کیا ان کے خلاف کوئی action کیا گیا؟ اور یہ خسارہ کیوں بڑھتا جا رہا ہے اور ہم اس پر قابو کیوں نہیں پا رہے؟ یہ ذرا بتا دیں۔

Mr. Chairman:Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود: Honourable Chairman *Sahib* میرے خیال میں یہ ایک لمبی debate ہے لیکن میں مختصراً اتنا ضرور عرض کروں گا کہ 2008-09 کے سال میں پاکستان سٹیل کا خسارہ reflect ہوا اور وہ بڑی huge amount میں تھا۔ اس وقت 26 ارب روپے کا خسارہ ہوا اور پاکستان سٹیل کا اپنا working capital یا پچھلے سالوں کا profit کا دس ارب روپیہ بھی اس میں صاف ہو گیا اور net loss 16 ارب کے قریب ہے۔ اس میں بہت سی وجوہات تھیں جن میں کچھ international market کا crash

کر جانا بھی تھا۔ میں یہاں پر ایک figure دوں گا کہ international market میں steel کا ایک متل گروپ ہے انہوں نے بھی تقریباً سو ارب کے قریب خسارہ کیا ہے۔ No doubt کہ وہ سال خسارے کا تھا اور پاکستان سٹیل میں چند فیصلے بروقت نہ ہونے کی وجہ سے یا management کے قصور کی وجہ سے یا ان کی نااہلی کی وجہ سے اور کچھ international market کی وجہ سے یہ خسارہ آگیا۔

دوسری اہم وجہ اب تک کے خسارے کی یہ ہے کہ حکومت اس ادارے کو اس قسم کی support نہیں دے پائی جو ہمیں بروقت دینی چاہیے تھی۔ ہم اپنے financial crunch یا ملک کے معاشی حالات کی وجہ سے بھی کافی problems کا شکار ہیں۔ پاکستان سٹیل کو ایک وقت میں اس تمام خسارے سے باہر نکلنے کے لیے ایک بہت بڑی رقم درکار ہے۔ جو اپنے business plan میں وہ بتاتے ہیں وہ بیس ارب کے قریب حکومت سے پیسے مانگ رہے ہیں جبکہ حکومت کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں اس ادارے کو دینے کے لیے۔ اس لیے ہر سال یہ losses ہو رہے ہیں اور میں ہاؤس کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پاکستان نے یعنی وزارت خزانہ نے سٹیل مل کو کوئی کیش نہیں دیا۔ ہم اگر انہیں support کرتے ہیں اور ان کے جتنے بھی issues آتے ہیں تو وہ loan کی صورت میں address ہو جاتے ہیں۔ Government ان کو sovereign guarantee دے دیتی ہے۔ ابھی بھی ان کے bale out package کو address کرنے کی ضرورت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ۔ government of Pakistan اگر ایک دفعہ support کر دے اور پیسے دے دے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں اور اس قابل ہو سکیں کہ وہ اس خسارے سے باہر آسکیں تو میرے خیال میں ان کی جان چھوٹ جائے گی otherwise تو یہ problem اسی طرح ہی چلتا رہے گا۔

Mr. Chairman: Thank you, Yes Humayun Sahib.

سینیٹر محمد ہمایوں خان: میں نے ان سے پوچھا کہ اس میں کوئی accountable کیوں نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ management کے لوگ تھے تو انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ جی ?who were they اور ان کے خلاف کیا action لیا گیا؟ دوسرا یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ government نہیں کر رہی تو یہ تو خود government ہیں ورنہ government اور کون ہے پھر؟

Mr. Chairman: Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین صاحب! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جب کسی ministry کا کوئی problem ہوتا ہے اور وہ اگر پیسے مانگتی ہے تو وہ اپنے cases کو وزارت خزانہ کے پاس لے کر جاتی ہے۔ T04.......

خواجہ شیراز محمود(وزیر برائے پیداوار): معزز چیئرمین صاحب، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب کسی منسٹری کا problem ہوتا ہے،اور وہ اگر پیسے مانگتی ہے تو وہ اپنے cases کو وزارت خزانہ کے پاس لے کر جاتی ہے۔ اگر فنانس منسٹری ان کی proposals کے ساتھ agree نہیں کرتی اور وہ انہیں پیسے نہیں دیتے تو definitely حکومت کا ایک ادارہ جب کسی پریشانی میں ہوتا ہے تو Ministry of Finance سے bail out package مانگتا ہے اگر Ministry of Finance ان کی request کو turn down کرتا ہے یا different phases کے اندر پیسے دیتا ہے تو problem اپنی جگہ جوں کا توں رہ جاتا ہے۔ میں بتانا یہ چاہ رہا تھا کہ وہ problem اپنی جگہ پر موجود ہے۔ جناب چیئرمین! ایک detailed audit ہوا ہے اس audit report کے مطابق بہت سے لوگوں کو اس سلسلے میں accountable ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کے خلاف انکوائری بھی ہوئی ، ایکشن بھی لیا گیا اور ابھی تک معاملات عدالتوں میں چل رہے ہیں۔ وہ management جس کو قصوروار ٹھہرایا گیا وہ ابھی تک ان چیزوں کو face کر رہی ہے۔ یہ ایک process کے تحت ہوتا ہے، عدالتی کارروائی ہوتی ہے، ہم اپنے کیس عدالتوں میں لے کر جاتے ہیں۔ ہم نے ان کے خلاف جو بھی کارروائی کرنی تھی وہ initiate ہو چکی ہے۔ اس وقت جو management ہے، جنرل جاوید CEO ہیں اور وہ پاکستان سٹیل کے پہلے بھی سربراہ رہ چکے ہیں، ان کے وقت میں پاکستان سٹیل اچھا perform کر رہی تھی ان کی اسی performance کو دیکھتے ہوئے دوبارہ انہیں اس ادارے میں لایا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے ہم ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاسکیں اور معاملات کو بہتر کر سکیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: سپلیمنٹری۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب تین سپلیمنٹری ہو چکے ہیں.this would be an exception for you.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین! چیئرمین صاحب دو چیزیں ہیں۔ It was interesting note کہ portfolio بدلنے کے ساتھ ہی سب کچھ بدل گیا۔ معزز وزیر جب Finance کو handle کرتے تھے اس وقت کچھ اور باتیں کرتے تھے۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ جنوری اور فروری 2011 میں ایک template طے ہوئی تھی، یہ پرانے لوگوں کا hit and trial کا طریقہ تھا، خود ہی انہوں نے کہا کہ مارکیٹ کی condition change ہوئی اور ایک professional management لائی جائے گی اور cronies بھرتی نہیں کئے جائیں گے یا favorite بھرتی نہیں کئے جائیں گے اس پر government was committed اور حکومت کے سینیئر

ترین لوگوں کی جو ٹیم تھی headed by Finance Minister اس میں رضا ربانی صاحب بھی تھے، کائرہ صاحب بھی تھے اور کئی لوگ اس میں شامل تھے، ہمارے ساتھ یہ طے ہوا تھا، وہ مجھے بتائیں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا انہوں نے آج تک professional management recruit کرنے کا فیصلہ کیا ہے یا اسی طرح pick and choose ہے۔

دوسری بات جو یہ فرمارہے ہیں کہ Ministry of Finance سے جاتے ہیں تو in sovereign guarantee cash ہی دیتے ہیں It is equally good. Sovereign guarantee creates a liability. I am really amazed to hear the reply of the Honourable Minister by changing the portfolio وہ اتنا ہی اچھا ہے جتنا cash inject کرنا ہے کیونکہ liability تو ultimately Federal Government کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ جو Industry Committee میں نے پچھلے tenure تک head کی ہے اس کی رپورٹ دیکھ لیں، اس میں sales میں بھی گھپلے ہیں، purchases میں بھی لوٹ مار ہے، آج تک کچھ نہیں ہوا اور ہماری رپورٹ کی بنیاد پر سپریم کورٹ نے suo motu اس کیس کو لیا اور آج تک مجھے کوئی ایکشن نظر نہیں آیا۔ یہ مجھے ذرا brief کردیں کہ کس طرح آپ نے quagmire سے پاکستان سٹیل مل کو نکالنا ہے یا اسی طرح ہم نے دیکھنا ہے کہ اربوں روپے اس میں ضائع ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر پیداوار۔

خواجہ شیراز محمود: ڈار صاحب نے very rightly ساری چیزیں point out کی ہیں، میں سب کا جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ فنانس کا کل rota day ہے اور میں ہی انشاء اللہ respond کروں گا، دوسرا جو یہ issue ہے، جو میں brief کرنا چاہ رہا تھا اور میں کھل کر بتا نہیں سکا۔ چھ ارب روپے حکومت پاکستان نے guarantee کے طور پر دیا اور very rightly pointed out کہ وہ sovereign guarantee cash کی صورت میں نہیں ہوتی لیکن اگر sovereign guarantee cash کی بارہ ارب روپے ہو اور ہم چھ ارب روپے دے رہے ہوں، چھ ارب روپے تو ان تمام نقصانات کو ختم کرنے میں چلے جاتے ہیں جبکہ ان کے پاس ایک روپیہ بھی liquid cash کی صورت میں نہیں ہوتا جس سے وہ raw material خرید سکیں اور working capital کے طور پر استعمال کر سکیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو ان کی requirement ہے اس سے کم ہم ان کو دے رہے ہیں، جب ہم انہیں کم دے رہے ہیں تو آپ یوں سمجھیں کہ وہ بھی خسارے کی مد میں جا رہے ہیں۔ جتنا پیسہ ہم انہیں دے دیں گے وہ پیسہ بھی ضائع کر دیں گے۔

انہوں نے بالکل ٹھیک point out کیا ہے کہ پاکستان سٹیل ایک عرصے سے بد ترین performance دے رہی ہے اس کی performance پر نہ صرف ہم شرمندہ ہیں بلکہ اس ادارے کے تمام افسران اس سلسلے میں accountable ہیں۔ یہاں اس floor of the House پر میں نے اپنے input دیئے ہیں کہ اگر اس کو خسارے سے نکالنا ہے تو generously ان کا جو working program ہے یا انہوں نے اپنا پلان آپ کو دیا ہے اس کو مکمل کرنا پڑے گا۔ اگر وہ پلان fulfill نہیں ہوتا تو آپ بھلے بیس ارب میں سے دس ارب روپے دے دیں گے تو وہ بھی کھائے جائیں اور وہ ضائع ہو جائیں گے۔

جناب والا! یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ جو لوگ accountable ہیں ان کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہیے۔ ہم قطعی طور پر یہ نہیں کہتے کہ جو لوگ خراب کارکردگی اور لوٹ مار میں شامل ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے یا ان کے لیے کوئی بہتری کی گنجائش پیدا کی جائے۔ جناب والا! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس میں جتنے لوگ بھی ملوث ہیں، میں تو معزز چیئرمین اس میں involve نہیں ہوں، میں floor of the House پر کھڑے ہوئے کر یہ کہوں گا کہ جو لوگ بھی accountable ہیں، جو لوگ بھی involve ہیں ان کے خلاف انکوائری چل رہی ہے۔ جس طرح قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ انہوں نے بھی point out کیا ہے اور ہم بھی کر رہے ہیں۔ اگر management تبدیل کی ہے اور اس CEO کو ہم لے کر آئے ہیں جس کے وقت میں بہتر perform کیا گیا تو آپ ہماری نیک نیتی کا اندازہ خود کر سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you very much ……. Conti …….

T05–11JUL2012 FAHEEM / ED Abdul Rauf 06:10 P.M. ER12

Q.44

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Mashhadi *sahib.*

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the honourable Minister about the 15 schools which are run by the Pakistan Steel Mills, the answer he has given is that they are run through Hadeed Welfare Trust. I would like to know how are they integrated into the Karachi Educational System and the Karachi Boards and who is financing these schools and how they are financed and how the pay of

the teachers is paid and the maintenance of the buildings is carried out. Finally, I would like to know as to what mechanism has the Ministry got to exercise monitoring and supervision over these schools and then what is going to happen with these schools if everything breaks down as is very apparent and it will be going on the condition of the school is deteriorating day by day and yet no action has been taken. What is the policy and what is the vision of the honourable Minister to bring these schools at par with the best possible educational standard of other schools in Karachi? Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود (وزیر مملکت برائے پیداوار): جناب چیئرمین! شاہ صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ بڑا lengthy ہے لیکن جو چیز میں سمجھ پایا ہوں میں اس کا جواب دوں گا۔ ایک تو میں شاہ صاحب کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس پر جو overall خرچہ پاکستان سٹیل کا ہوتا ہے وہ 55 million rupees per annum ہے جو ان اسکولوں کو پاکستان سٹیل دیتا ہے۔ دوسری بات، یہاں پر کچھ حکومت کے اسکول بھی ہیں، جو حکومت سندھ کے اسکول ہیں، وہ بھی پاکستان سٹیل کے اندر قائم ہیں۔ وہ بھی چل رہے ہیں۔ ان میں بھی education ہو رہی ہے اور اس سے بھی students مستفید ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ private schools کی branches بھی موجود ہیں جو different chains کراچی میں establish ہوئی ہوئی ہیں، وہ بھی پاکستان سٹیل کی premises میں کام کر رہی ہیں۔ لہٰذا ایک پورا education system ہے جس طرح باقی کراچی میں ہے یہاں پر بھی چل رہا ہے۔ یہ وہ ادارے ہیں جن کو Pakistan Steel funding خود کرتا ہے اور Pakistan Steel کے ہی زیر اثر یہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! 63 regular teachers یہاں پر کام کرتے ہیں۔ 16000 employees جس ادارے میں موجود ہوں جہاں ان کے بچے بھی پڑھتے ہوں اس کے مقابلے میں یہ اتنی بڑی تعداد نہیں ہے۔ یہ بہت کم تعداد ہے ان students کو facility دینے کے لیے اس سے کہیں زیادہ facilities Government schools میں اور private sector کے schools میں ہیں۔

اس کے علاوہ جو honourable Member پوچھ رہے تھے اخراجات کے حوالے سے تو وہ میں نے مد بتا دی ہے۔ اتنی ہی رقم ان schools کو جاتی ہے اور ایک بچہ ہر employee کا free ان schools میں پڑھتا بھی ہے۔

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! وزیر موصوف نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ یہ ادارہ ملازمین کے بچوں کے لیے ہے اور اس میں تقریباً 63 اساتذہ بھی ہیں اور 55 million rupees اس کے سالانہ اخراجات ہیں۔ جناب والا! ادارہ چلاتا ہے سٹیل ملز، تنخواہیں دیتا ہے سٹیل ملز اور اس کو چلا رہا ہے ایک ٹرسٹ۔ یہ ایک چھوٹا سا ٹرسٹ ہے جو health پر، education پر اور مختلف NGOs کے ساتھ کام کرتا ہے۔ یہاں ٹرسٹ کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ جس کا baby ہے وہ تو اس کو چلا رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ سٹیل ملز اس کو اپنے نام سے نہیں چلا رہا ہے اور ایک welfare trust کے نام سے چلا رہا ہے۔ مختصراً یہ ہے کہ اس کو ایک ٹرسٹ کے حوالے کرنے کا کیا مقصد ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر پیداوار۔

خواجہ شیراز محمود: جناب عالی! یہ ٹرسٹ بھی سٹیل ملز کا اپنا ہی ایک ادارہ ہے۔ یہ اس کے employees کا بنایا ہوا ادارہ ہے اور اس ٹرسٹ کو employees funding بھی کرتے ہیں اور Steel Mills خود بھی کرتا ہے اور یہ ان کا اپنا ہی بنایا ہوا ایک baby ہے جس کو وہ چلا رہے ہیں۔ یہ کہیں باہر سے نہیں آیا۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Syed Tahir Hussain Mashhadi *sahib.*

Q.46.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Mashhadi *sahib.*

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to draw the attention of the honourable Minister and I would like to ask him that this deteriorating condition which he has shown in the reply is enough to discuss anyone and I am sure he was really disgusted when he saw that the production just in the last four years since this People's Government, this democratic dispensation coalition is in power. The production of Coke has gone down by 300,000 tones. The production of pig iron has gone down

600,000 tones. Everything has gone down. Cast Billets were used to be 75,900 tones in 2008–09, now it is just 1,403 tones. Now, the situation is so bad and so bleak that the profit and loss shown is even the worst figures. So, we see in 2008, there was 26 million rupees loss and now it is 13 million rupees loss what they are showing now. In addition to that they are showing 16 billion in answer.

ابھی وزیر صاحب نے خود کہا ہے کہ 16 ارب ہے، actually it is in billions, the loss is in billions and not in millions as has been given in the answer. The answer is wrong. A wrong answer has been provided to this august House but leaving that aside that also should be taken note of and his Ministry must answer for it that why they gave a wrong answer to the honourable Minister to tell us on the floor of the House but what action is the Government going to take finally. Steel is one of the most basic foundations of the industry of any nation and we have a tremendous Steel Mills. If there is political will, if the right man is posted for the right job, then all the matters can be taken care of. So, when is he going to do it.

Mr. Chairman: That is a suggestion. You have already asked a question that what action they have taken. OK. Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! شاہ صاحب جو فرما رہے ہیں۔ ایک تو میں بتاتا چلوں کہ یہاں پر کوئی غلط figure نہیں ہے۔ یہ میرے سامنے ہے اور میں اس کو پڑھ رہا ہوں۔ یہ 26,526 million ہے۔ یہ تقریباً 26 ارب روپیہ بنتا ہے۔ یہ 26 billion ہی ہے۔ اس میں کوئی چیز غلط نہیں دی گئی اور جتنے بھی خسارے year–wise show کیے گئے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ اس میں ایک تصحیح میں نے ابھی خود کی ہے کہ جو 2011–12 کی figures quote کی گئی ہیں، وہ چند مہینے پہلے کی figures تھیں جب آپ کا یہ سوال پہنچا تھا۔ ابھی جو latest figures آئے ہیں ان کے مطابق یہ بھی 13 ارب سے بڑھ کر 21 ارب پر پہنچ گیا ہے۔ وہ میں نے

تصحیح کرائی ہے کہ اس سال کا سٹیل ملز کا جون کا جو closing ہے وہ بد ترین خسارہ ہے اور وہ بھی 21 ارب روپے کا ہے۔ یہ خسارہ اسی طرح ہے جس طرح reflect ہو رہا ہے اور اس ادارے کا بیڑا غرق ہوا ہوا ہے اور اس کا بہت برا حال ہے۔

جناب چیئرمین: کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ساری تباہی تو ہو گئی اور اس بربادی کے بعد آپ تشریف لائے ہیں یعنی نئے وزیر صاحب تشریف لائے ہیں تو کیا انہوں نے یا ان کی وزارت نے اس تباہی کی inquiry کا کوئی فیصلہ کیا ہے؟ اور اتنا بڑا جو ہمارا asset ہے اس کی بحالی کے لیے انہوں نے کوئی پالیسی مرتب کی ہے؟

Mr. Chairman: Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود: جناب والا! میں نے پہلے جس طرح عرض کیا ہے کہ اس میں inquiries بھی ہوئی ہیں اور inquiries ہو بھی رہی ہیں، responsibilities fix بھی کی گئی ہیں۔ کچھ لوگوں کو نکالا بھی گیا ہے، کچھ لوگوں کے خلاف FIRs بھی lodge ہو گئی ہیں۔ یہ تمام چیزیں چل رہی ہیں۔ کوئی چیز رکی نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو mill more than 75% اپنی capacity پر چلے گی تو even ہو گی یعنی اس کا profit loss برابر ہو گا لیکن جو 19% پر چل رہی ہو تو اس نے تو صرف loss ہی کرنا ہے اور وہ بھی جس کے پاس working capital نہ ہو، جس کے پاس کام کرنے کے لیے، market میں compete کرنے کے لیے اس کو ہم support نہ دے سکیں۔ اس کا business plan جب آئے تو ہم اسے proper help نہ دے سکیں۔ میرے خیال میں یہ problem اسی طرح رہے گا جناب چیئرمین۔ میں کیونکہ یہ تمام سچی باتیں بتا رہا ہوں ایوان میں۔ میں ان سے کچھ چھپا نہیں رہا ہوں۔ میں آپ تمام حضرات کی information کے لیے تمام facts and figures آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جب تک اس ادارے میں Government of Pakistan support کرنے کے لیے whole heartedly effort نہیں کرے گی، جب تک وزارت خزانہ اس کو support نہیں دے گی، اس وقت تک یہ losses رہیں گے۔ جناب چیئرمین! اس کو آج آپ بند کر دیں تو تب بھی آپ کو ملازمین کی تنخواہیں اور ان کی باقی مراعات یا معاملات کے اندر بھی اربوں روپے دینے ہیں اور وہ بھی آپ کا loss ہے۔ اگر ایک مرتبہ آپ نے اس کو بند کر دیا پھر دوبارہ آپ سے یہ چالو بھی نہیں ہونی۔ یہ تمام چیزیں ہیں، ہمارے لیے مشکلات ہیں، ہمارے لیے

challenges ہیں اور انہی سے نمٹنے کے لیے ہی کچھ چیزیں ماضی قریب میں کی گئی ہیں۔ ایک نئی management آئی ہے، ان کو free hand بھی دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ یہ تمام چیزیں طے ہوئی ہیں کہ آپ کام کریں، آپ کو کام کرنے کے لیے مکمل support دی جائے گی۔ لہذا let us hope sir. اللہ کرے گا کہ کچھ بہتری آئے گی اور ہم اسی امید کے تحت ہی آگے جا رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Ilyas Bilour *sahib.*

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھتا ہوں کہ جو نئی management آئی ہے اور آپ نے انہیں کہا ہے کہ ان کو free hand دیا جائے گا۔ Free hand تو پچھلی management کو بھی دیا گیا تھا لیکن basic چیز تو finances ہیں اور جس طریقے سے production کی downfall ہے 2011-12 میں۔ اب یہ اس free hand کے ساتھ نئی management یا نیا چیئرمین کیا کرے گا جب تک اس کے پاس finances نہیں ہوں گے۔ جیسے وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ 75% چل کر بھی نقصان کرتی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ انڈسٹری 50% سے 55% پر چل کر even ہوتی ہے اور اگر اس سے اوپر چلے تو پھر وہ profit کرتی ہے۔ جو 75% چل کر بھی profit نہیں کرتی تو میرے خیال میں وہ انڈسٹری ہی نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے انڈسٹری کا نام دینا چاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Production.

خواجہ شیراز محمود: جناب والا! بلور صاحب کا تجربہ ظاہر ہے اور وہ ایک industrialist ہیں اور اس ملک کی ترقی میں اور ملک کی بہتری کے لیے انہوں نے کام کیا ہے۔ ان سے عرض ہے کہ یہ ایک سرکاری انڈسٹری ہے جس میں private industry کے برعکس بہت زیادہ manpower موجود ہے۔ وہاں پر employees کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم نے صرف پچھلے سال ہی 5000 employees کو regularize کیا ہے جو وہاں پر پہلے daily wager تھے۔ لہذا اس انڈسٹری کے اخراجات باقی انڈسٹریز سے تھوڑے سے مختلف ہیں اور زیادہ ہیں۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ اگر آپ اس کو 75% تک لے جائیں گے تو پھر آپ کہیں کہ اب ہم profit بنانے کی position میں ہیں اور اب ہم پیسے کمائیں گے۔ اس سے کم پر جب بھی آپ کریں گے تو ظاہر ہے آپ profit نہیں کما سکتے اور معزز رکن کی اطلاع کے لیے اور ایوان کی اطلاع کے لیے 2011-12 میں capacity just 19% پر یہ مل چلتی رہی ہے اور

2010-11 میں 36% تھی، 2009-10 میں 40% تھی، 2008-09 میں 64% تھی جبکہ 2007-08 یا 2006-07 میں

یہی مل 90% اور 83% کے قریب چلتی رہی۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Mr. Hamza.

Q.15

(Followed by T06)

T06-11July2012 Rauf /Sial Mubashir-ED/ 6-20/UR10

جناب چیئرمین: اگلا سوال بھی سٹیل مل سے related ہے۔ اس پر آپ پوچھ لیں۔ تین supplementary ہو چکے ہیں۔ Every time we cannot have an exception. اگلا سوال بھی سٹیل مل کا ہے تو آپ کو موقع دے دیں گے۔ جناب حمزہ صاحب۔

Q. No.15

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر حمزہ: وزیر صاحب نے جو صورت حال سٹیل مل کی بتائی ہے تو آپ مختصر یہ بتا سکتے ہیں کہ آخر کار آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے اس کو چلانے کے لیے جو رقوم درکار ہیں تو کیا حکومت دینے کے لیے تیار ہے اور اگر تیار نہیں ہے تو قوم کو یا اس ایوان کو بتایا جائے کہ اب آپ کیا کریں گے؟

جناب خواجہ شیراز محمود(وزیر برائے مملکت پیداوار):آنریبل چیئرمین صاحب،وہ میرے بزرگ ہیں انہوں نے ایسا مشکل سوال پوچھا ہے جو میرے بس میں نہیں ہے۔ میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ فیصلہ کر سکوں کہ سٹیل مل کو 20 ارب روپے دے دیئے جائیں اور میں اس پوزیشن میں بھی نہیں ہوں کہ یہ فیصلہ کر سکوں کہ اب سٹیل مل کو بیچ دیا جائے یا سٹیل مل کو بند کر دیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ Cabinet Committee on restructuring کا ہم نے ایک ذیلی ادارہ بنایا ہوا ہے اس میں ان تمام چیزوں کے فیصلے ہوتے ہیں یا وفاقی کابینہ کے لیول پر آنریبل پرائم منسٹر آف پاکستان اس کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں یا میرے آنریبل فیڈرل منسٹر جو ہیں وہ اپنی منسٹری کا یہ کیس جب لڑ رہے ہوتے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ ہوتا ہوں اور ہماری یہی ڈیمانڈ ہے۔ اگر چیئرمین صاحب اور یہ ہاؤس سپورٹ کرے تو پیسے مل جائیں گے اور یہ ادارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے گا۔ آج بھی ملکی ضروریات کا just 20% پاکستان سٹیل مل پورا کر رہی ہے۔ باقی پرائیویٹ سٹیل ملوں یا باہر سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ یہ ادارہ نہ چلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جس

ادارے نے ۸، ۹ سال بہترین منافع کما کر دیا ہے اور اگر آپ اس منافع اور taxes کا اندازہ کریں جو ہم نے ان سالوں میں pay کیے ہیں گورنمنٹ آف پاکستان کے خزانے میں وہ تقریباً سو ارب روپے سے زیادہ بنتے ہیں تو یہ وہی ادارہ ہے جو پیسے کماتا بھی رہا ہے اور میرے خیال میں اب بھی اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ بات وہی ہے کہ اس کو تھوڑی سی سپورٹ مل جائے۔

جناب چیئرمین: جناب حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ مجھے وزیر صاحب بتائیں کہ اس سٹیل مل کا ایک سودا پرائیویٹ سیکٹر میں ہوا تھا۔ سپریم کورٹ نے مداخلت کی کہ یہ سودا cancel کر دیا جائے تو حکومت دوبارہ سپریم کورٹ کے پاس گئی کہ آپ کی مداخلت کی وجہ سے یہ ادارہ اور تباہ ہو گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے اس سودے کو روک دیا تھا اگر اس سودے کو بہتر بنا دیتے کہ اس میں یہ کمی، یہ خرابی یا یہ کوتاہی ہے۔ انہوں نے اس sale کو بالکل روک دیا اور نتیجتاً اب کوئی private sector, international bid کے لیے بھی اس mills کی طرف نہیں آتے ہیں۔ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ دن بدن یہ mills production کم کر رہی ہے۔ آخر کیا وجہ تھی کہ 5000 ملازم جو regular نہیں تھے ان کو آپ نے regular کر دیا جب ادارے کمزور ہو جاتے ہیں، production کم دیتے ہیں اور نقصان میں جاتے ہیں تو سٹاف کو کم کیا جاتا ہے اور اس کا واحد حل یہ ہے کہ آپ لیبر کورٹ میں اپنا کیس پیش کرتے تو لیبر کورٹ اجازت دیتی لیکن بجائے اس کے کہ جو ادارہ مسلسل نقصان کر رہا ہے تو آپ نے کسی سیاسی وجوہات کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے 5000 آدمیوں کو ریگولر کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کی تجویز ہے یا آپ کی observation ہے۔ سوال کر لیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: سوال میرا یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے جب اس ادارے کو پرائیویٹ سیکٹر میں فروخت کرنے سے روک دیا اور اب ادارہ مزید نقصان میں جا رہا ہے تو کیا آپ دوبارہ سپریم کورٹ گئے کہ آپ کی وجہ سے اس قوم کو مزید نقصان پہنچا ہے اور جب یہ ادارہ مسلسل نقصان کر رہا ہے۔ آپ نے 5000 لوگوں کو کیوں regular کیا۔

Mr. Chairman: Minister for Production.

جناب خواجہ شیراز محمود: آنریبل چیئرمین صاحب! میں اب بھی یہی کہوں گا اور یہ میرا اپنا personal opinion ہے، ہو سکتا ہے آپ بھی مجھ سے اختلاف رکھیں۔ میں اب بھی سمجھتا ہوں کہ جس قیمت پر یہ ادارہ بیچا جا رہا تھا اس پر نہیں بکنا نہیں چاہیے تھا اور very rightly اگر intervention ہوئی اور اس ادارے کو بچا لیا گیا تو یہ اس ملک کا asset تھا یہ ہماری نااہلی یا اس management کی نااہلی، یا اس کے workers کا flaw تھا اگر یہ ادارہ نہیں چل سکا اور وہ profit بناتا ہوا غلط راستے پر یا نقصان کے راستے پر چلا گیا تو اس سے سپریم کورٹ کے اس فیصلے کا کوئی تعلق نہیں بنتا ہے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر privatize ہو گیا ہوتا تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب تک ہونے والے نقصان سے ہم بچ جاتے لیکن اگر یہ نہیں ہوا تو یہ بھی قوم کی امانت ہے یہ ہمارا اپنا ادارہ ہے اگر سو ارب روپیا سات سالوں میں دیتا ہے تو کیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس سے مزید profit کمایا نہیں جا سکتا، ہو سکتا ہے صرف ہماری نیتیں ٹھیک ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: عبدالحسیب صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ کیا وجہ ہے کہ تمام چیزیں معلوم ہونے کے باوجود یہ ادارہ صحیح کام نہیں کر رہا ہے بورڈ کو reconstitute کرنے میں ان کو کیا problem ہے کیا وجہ ہے کہ یہ چیف ایگزیکٹو یا اس کا چیئرمین اخبار میں اشتہار دے کر اہلیت اور شہرت کی بنیاد پر نہیں رکھتے اور بورڈ کو reconstitute نہیں کرتے؟ ان کی کیا مجبوریاں ہیں؟

Mr. Chairman: Minister for Production.

جناب خواجہ شیراز محمود: اس کا میں کیا جواب دے سکتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میرے خیال میں یہ چیزیں جس لیول پر ہوتی ہیں وہاں پر بھی ایک چیز ذہن میں ہوتی ہے کہ ادارے کی بہتری ہو، کوئی pick and choose نہیں ہوتا ہے اگر موجودہ CEO لائے گئے ہیں تو وہ اپنے پرانے تجربے کی بنیاد پر کہ ان کے دور میں سٹیل مل نے دو ارب روپے سے زیادہ خالص منافع کمایا تھا تو اسی base کو بنیاد بنا کر ہم ان کو واپس لے کر آئے ہیں۔

Mr. Chairman: Next question, Mr. Saeed Ghani. Hamza *sahib,* we have already done three suplementaries. This is the rule and we cannot violate the rules. Saeed *sahib,* please have a seat. Hamza *sahib,* is this your question or you want to give a suggestion.

سینیٹر حمزہ: میں یہ ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: حمزہ صاحب تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں

and this is the rule approved by the House itself.

سینیٹر حمزہ: آپ پہلے بھی اجازت دیتے رہے ہیں۔ میں mover بھی ہوں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، دوسرے سوال رہ جائیں گے اور ہر سوال پر اگر آپ rule کی exception کرنی شروع کر دیں گے تو بہت سارے اور ممبران کے سوال رہ جائیں گے۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! یہ سیٹل مل پاکستان کی معاشی زندگی موت کا مسئلہ ہے اور کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ نئے وزیراعظم صاحب آگئے ہیں۔ بجلی کا بحران ہے۔ سٹیل مل کا بحران ہے اور آپ جو وہ رقومات مانگتے ہیں۔ کیا وزیراعظم صاحب وہ رقومات دینے کے لیے تیار ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہیں تو واضح طور پر قوم کو بتائیں کہ سٹیل مل کو بند کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، منسٹر آف پروڈکشن۔

جناب خواجہ شیراز محمود: جناب یقینی طور پر وزیراعظم صاحب رقم دینے کے لیے تیار بھی ہوتے ہیں اس کے business plan پر ایک discussion ہوتی ہے یہ معاملہ نہیں ہے کہ پرائم منسٹر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ یہ ادارہ ڈوب جائے۔ Former Prime Minister نے بھی بڑی effort کی، بڑی کوشش کی، کچھ management problems کے تھے، کچھ problems international market میں iron ore کی prices کے تھے کیونکہ ہم باہر سے iron ore import کرتے ہیں، کچھ problems ہماری finance crunch کے تھے تو یہ تمام چیزیں sum up ہو کر مسائل میں جب اضافہ ہو رہا ہوتا ہے تو ایک front پر ہم مار نہیں کھا رہے ہوتے تمام fronts ہمارے لیے challenges ہوتے ہیں۔ We hope کہ انشاءاللہ مستقبل میں ہمارے جو نئے پرائم منسٹر صاحب ہیں ان کے ساتھ بھی اس معاملے میں بات چیت ہو گی اور سارا معاملہ چلے گا تو بہتری آئے گی۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Next question Mr. Saeed Ghani *sahib.*

Q.No.16

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر سعید غنی: پہلے تو گزارش یہ ہے کہ اس میں انہوں نے جو جواب دیا ہے جو part C ہے۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ privatize ہونے والے جتنے units ہیں اس میں کتنے units بند ہوگئے ہیں تو جواب بڑا interesting ہیں کہ Privatization Commission has no mechanism to monitor the closure of units after the privatization. یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ ان کے پاس کوئی mechanism نہیں ہے جس سے یہ check کر سکیں۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ اسی جواب میں annexure (a) ہے اس کے page 14 پر جو part-2 ہے اس میں 8/9 لکھا ہوا ہے مسلم کمرشل بنک کے 6.8 percent shares اور 4.4 percent shares تو جن کو وہ بیچے گئے ہیں وہاں لکھا ہے کہ MCB employees' provident fund and pension fund جہاں تک میری معلومات ہیں۔ قانون کے مطابق employees کا جو pension fund اور provident fund ہوتا ہے اس سے یہ shares نہیں خریدے جا سکتے۔ یہ غیر قانونی کام کیسے ہوا اور اگر ہوا تو اس پر کوئی کارروائی ہوئی کہ نہیں ؟

Mr. Chairman: Minister for Privatization.

جناب سعید الحسن مندوخیل (وزیر برائے مملکت نجکاری): میرے honourable colleague نے یہ MCB کے بارے میں جو کہا وہ fund ان کے provident نہیں دیا جا رہا ہے اور اس میں باقی details چاہئیں۔۔۔۔

آگے۔۔ یو۔۔۔ے۔۔

Azhar/Sial/Mubashir(Ed.) ur1 6.30 t07-11jul2012

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: (جاری) وہ fund ان کے provident fund سے نہیں دیا جا رہا۔ But I am in the Ministry from last three or four days اگر آپ کو مزید details چاہئیں تو میں آپ کو details بعد میں دے دوں گا۔

Mr. Chairman: Saeed Ghani *sahib* do you want to say something?

سینیٹر سعید غنی: وہ کہہ رہے ہیں کہ تفصیل دے دیں گے تو بعد میں لے لیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ کریم خواجہ صاحب۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: شکریہ۔ میں آنریبل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ نجکاری کے وقت کتنے فیصد shares پر انتظامیہ نجی مالکان کے حوالے کی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے نجکاری۔

سینیٹر سعید خان مندوخیل: پی ٹی سی ایل کی نجکاری ۲۶ فیصد shares پر ہوئی ہے۔ ۱۸ فیصد shares ان کو ٹرانسفر ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس US$ 2.6 billion آئے ہیں اور 1.8 billion ابھی باقی ہیں، وہ بھی آجائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب چیئرمین: جناب ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ جب ۶۷ فیصد shares پاکستان گورنمنٹ کے ہیں اور ۲۶ فیصد پر management اتصالات کو دی گئی ہے اور سننے میں یہ آرہا ہے کہ اتصالات نے پاکستان گورنمنٹ کو جو بھی ادائیگیاں وغیرہ کرنا تھیں، اس میں default کر رہی ہے۔ اس کے default کی کیا وجوہات ہیں۔ یہ بتا دیں۔

Mr. Chairman: Minister for Privatization.

سردار سعید خان مندوخیل: ان کے default کے کچھ genuine reasons ہیں، کچھ areas ایسے ہیں جو ہم نے انہیں hand over کرنے تھے، جو ابھی تک ہم hand over نہیں کر سکے ہیں۔ اس میں کچھ معاملات عدالت میں بھی ہیں اور کچھ ایسے areas میں ہیں، جہاں لوگ اسے اپنا حق سمجھتے ہیں اور وہ نہیں دے رہے ہیں، جس کے بارے میں ایریا کے ڈپٹی کمشنر وغیرہ کی رپورٹس آئی ہیں کہ ان میں سے کوئی hand over کرنے کو تیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال مسٹر سعید غنی۔

Q.17

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر سعید غنی: جناب! میری گزارش یہ ہے کہ جواب کے بی پارٹ میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ ہمارے پاس کوئی mechanism نہیں ہے، کوئی framework نہیں ہے کہ ہم privatization units پر کوئی check رکھ سکیں تو کیا منسٹر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ Privatization کوئی کام کر بھی رہا ہے یا نہیں کیونکہ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ مثال کے طور پر انہوں

نے KESC کو privatize کر دیا ہے۔ اس پر کوئی چیک نہیں ہے۔ کل وہ بجلی پیدا کرنا بند کر دیں، اپنی پراپرٹی بیچیں اور اس ملک سے چلے جائیں۔ ہم کیا کریں گے؟ ہمارا کوئی mechanism check کرنے کے لیے نہیں ہے۔ ہم کیا کریں گے؟ ہمارے پاس کوئی framework نہیں ہے؟ کیا Privatization Commission کوئی ایسا framework بنا رہا ہے، کوئی ایسا mechanism تیار کر رہا ہے کہ جو ادارے ہم privatize کر دیتے ہیں، ان پر کوئی check رکھا جائے کہ ان کی functioning کو دیکھا جا سکے۔

Mr. Chairman: Minister for Privatization.

سردار سعید الحسن مندوخیل: جناب! lock in period کے لیے ہمارے پاس تین سال ہوتے ہیں۔ اس میں Privatization Commission اسے check کرتا ہے۔ اس کے بعد regulatory authorities ہوتی ہیں۔ وہ consumers کے interest کو دیکھنے کی responsible ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: کیا جناب وزیر نجکاری ازراہ کرم مجھے بتائیں گے۔ جس وقت nationalization کا فیصلہ ہوا، ساری قوم کو یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ پاکستان میں انقلاب آجائے گا۔ کیا آپ کے اس فیصلے کے بعد یہ جتنے بھی صنعتی ادارے ہیں، پاکستان ان صنعتی اداروں کا قبرستان بن گیا ہے۔ اب آپ ان کو privatize کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے قوم سے مانگنے کے لیے کسی خاص دن کا فیصلہ کیا ہے؟ اور قوم سے وعدہ کریں گے کہ ہم نے جو غلطی کی ہے، اس کے ازالے کی ہم پوری کوشش کریں گے؟

Mr. Chairman: Minister for Privatization.

سینیٹر سعید خان مندوخیل: حمزہ صاحب! Privatization میں جو irregularities ہوئی ہیں، اس کا ہم سب کو علم ہے، مزید تفصیل بتانے کی اس وقت کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن آپ مجھے اسی منسٹری میں رکھیں، انشاء اللہ اس کو بہتر کر کے دکھاؤں گا۔

Mr. Chairman: Next question, Mr. Saeed Ghani.

سینیٹر سعید غنی: میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: We have already done three supplementary on it.

سینیٹر سعید غنی: جناب! دو ہوئے تھے۔

جناب چیئرمین: جی الیاس بلور صاحب۔ ہوتی صاحب سوال کریں گے یا آپ؟

سینیٹر الیاس احمد بلور: ہوتی صاحب کر لیں۔

جناب چیئرمین: نام تو آپ کا لسٹ پر آرہا ہے۔ جی اعظم ہوتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی: پی ٹی سی ایل کی privatization کے حوالے سے میں وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ ۹۴ء میں 2% اور پھر Nomura bonds کے ذریعے another 11 percent privatize ہوا تھا۔ اس کے بعد جب ۹۵ء میں پی ٹی سی ایل کی privatization ہوئی تھی، اس وقت کوئی benchmark price رکھی گئی تھی؟ کوئی evaluate کیا گیا تھا کہ اس کی کیا price ہے جب ۲۶ فیصد لیا گیا اور management transfer کی گئی تو اس وقت کوئی benchmark تھی؟ کیا اس کا اندازہ لگایا گیا تھا کہ ہم کتنے میں دے رہے ہیں، ہمیں کہہ رہے کہ 2.6 billion dollar میں لیں۔ اس وقت اس کی کل مالیت کیا تھی؟ وہ بھی ہمیں ابھی تک پورے نہیں ملے۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Privatization.

سردار سعید الحسن مندوخیل: Sorry, میں اس کی detail نہیں دے سکوں گا۔ اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ بعد میں، میں provide کر دوں گا۔

Mr. Chairman: Can you furnish it subsequently to the honourable member?

Sardar Saeedul Hasan Mandokhel: I will.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! اتصالات والوں کو پراپرٹی ٹرانسفر کر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ۲۶ فیصد پر سارے shares بھی دے دیے ہیں، ان کو management بھی دے دی ہے، سب کچھ دے دیا۔ اس میں سے بھی آٹھ سو ملین ڈالر ان کے ابھی رہتے ہیں۔ Property mostly transfer کر دی گئی ہے۔ چند ایک جگہوں پر جہاں مقدمے چل رہے ہیں، وہ نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ چھبیس فیصد shares کے ساتھ اتنا کچھ دینے کے بعد بھی وہ پیسے روک رہے ہیں۔ I think it is unfair. Has the Government got any planning? کہ اگر وہ پارٹی آپ کے ساتھ condition fulfill نہیں کرتی تو کیا آپ اس سے وہ چیز واپس لے سکتے ہیں؟ Is there any law?

Mr. Chairman: Minister for Privatization.

سردار سعید الحسن مندوخیل: کوئی law نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ روبینہ خالد صاحبہ۔

سینیٹر روبینہ خالد: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال ہے، میں نے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ KESC کو سب کچھ Privatization Commission نے دیا تو اس وقت انہیں نے کچھ agreements کیے تھے کہ they would go into their own capacity of production, whether that is being fulfilled or not? If it is not then what is Privatization Commission doing something about it or not?

Mr. Chairman: Minister for Privatization.

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: جناب! اس کا میں بعد میں جواب دے سکتا ہوں۔ میں اس کی details لے لوں۔

Mr. Chairman: Do you need a fresh notice for that?

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: جی۔

جناب چیئرمین: یہ تو privatize ہوا ہوا ہے and a very important issue has been raised اس پر you need a fresh notice for that.

سینیٹر سعید خان مندوخیل: جی ہاں۔ I need a fresh notice for that۔ یہ notice دے دیں میں اس کی تیاری کر کے آجاؤں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال جناب سعید غنی۔

Q. 19

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر سعید غنی: جی جناب!

جناب چیئرمین: سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب! انہوں نے یہاں جو privatization policy بتائی ہے، اس میں نمبر ۴ پر یہ پوائنٹ تھا کہ no monopoly should be created. یہ privatization policy کا حصہ تھا لیکن جب privatization ہوئی ہے تو اس

کے بعد آپ دیکھیں کہ sugar industry میں بھی cartel ہیں۔ Banking میں بھی cartels بن گئے ہیں۔ Cement میں بھی cartels بن گئے ہیں اور جتنے بھی سیکٹرز ہیں، ان میں cartels بن گئے ہیں تو کیا اسے روکنے کے لیے Privatization Commission نے کوئی کام کیا ہے؟ یا جن اداروں کو privatize کیا گیا، جب انہوں نے cartels بنائے تو ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا یا نہیں؟

Mr. Chairman: Yes, Minister for Privatization.

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: Privatization Commission اس سلسلے میں اپنا کام کر رہا ہے۔ ان کی details جب ہمارے پاس آجائیں گی تو وہ honourable member کو دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔ آپ کا supplementary ہے؟ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ان کو جو details ابھی تک دی گئی ہیں، ان پر کیا عمل ہوا ہے؟ پہلی خاتون چیئرمین بھی بدل دی ہے۔ اب دوسری آئی ہے۔ انہوں نے کافی کام کیا ہے۔ اخباروں میں آیا ہے، میڈیا میں آیا ہے۔ انہوں نے ان پر کیا کام کیا ہے۔ جب آئیں گی، وہ تو بعد والی آئیں گی۔ جو آئی ہے، ان کا کیا حشر ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: جناب! جو آپ نے پوچھنا ہے، وہ ہم بتا دیں گے۔ وہ سوال کریں، ہم آپ کو پوری details فراہم کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: نزہت صادق صاحبہ۔ (آگے 08)

T08−11JUL12 ZAFAR/Ed.Altaf UR6 640 PM

سینیٹر نزہت صادق: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میرے پاس ایک list of upcoming transactions for privatization ہے۔ اس میں distribution companies, FESCO, HESCO شامل ہیں اور حال ہی میں وزیر صاحب نے on the floor of the House کہا تھا کہ وہ distribution companies privatize نہیں کریں گے۔ اسی طرح Pakistan Post بھی اس list میں شامل ہے۔

جناب چیئرمین: آپ شاید پچھلے question کا supplementary کر رہی ہیں---

سینیٹر نزہت صادق: آگے میرا سوال بھی ہے، شاید اس کی باری نہ آئے۔ یہ privatization کے حوالے سے---

Mr. Chairman: But the point is this that question is over.

ہم تو اب question No.19 پر ہیں۔

Senator Mrs. Nuzhat Sadiq: I am asking the supplementary on that.

Mr. Chairman: On question No.19?

Senator Mrs. Nuzhat Sadiq: Yes, on question No.19.

Mr. Chairman: Ok.

سینیٹر نزہت صادق: جناب چیئرمین! میرا سوال ہے کہ privatization کے حوالے سے جو Privatization Commission and concerned ministries میں coordination نظر نہیں آرہی۔ وزیر صاحب، کچھ اور کہہ رہے ہیں جبکہ یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ privatize کر رہے ہیں۔ ان کی کوئی integrated policy نظر نہیں آرہی، اس کی کیا وجہ ہے؟

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: یہ ہماری list میں ضرور ہے لیکن ابھی تک اس کے بارے میں حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔ حتمی فیصلہ ہونے کے بعد آپ کو details دے سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question. Tahir Hussain Mashhadi Sahib.

Q.No. 23.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, as far as the answer has been given, we all know that the sugar situation is very good in the country. We are a sugar producing nation and we always have ample stocks of sugar but every year unscrupulous people, specially the sugar mill owners with political clout always play the

game and they raise the prices of sugar by withholding the sugar stocks. The government also having ample stocks refuses to release the stocks and just remember that last year prices went up to 120/− rupees per kg and the poor people just could not purchase sugar from the market. I want to know that honourable minister putting any process into action to ensure that unscrupulous people do not play with the prices of sugar when they like it and they don't get together because the mill owners and the big dealers all connive and they deprive the people of fair price sugar. Every year they do it and I hope that he is taking some steps to ensure that it does not happen this year. Thank you.

Mr. Chairman: Minister for Industries.

جناب محمد بشارت راجہ (مشیر برائے وزیر اعظم): جناب! ہمارے معزز ممبر کا اندیشہ ایک حد تک درست ہے، ماضی میں ایسا ہوتا رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گنے کی bumper crop ہوئی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہمارے stocks ٹھیک ہیں اور اس وقت prices میں بھی ایک downward trend نظر آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! نومبر 2010 سے جنوری 2012 تک کے rates میرے پاس موجود ہیں، نومبر 2010 میں sugar 91/− rupees per kg بک رہی تھی لیکن آج open market میں اس کا rate تقریباً 54/− rupees per kg ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کو ایک downward trend نظر آ رہا ہے کہ بتدریج sugar prices کم ہو رہی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے معزز رکن کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشا اللہ تعالیٰ April 2013 تک کا stock ہمارے پاس موجود ہے اور وہ stocks ہم بتدریج market میں لے کر آئیں گے۔ اس دوران sugar کی قیمت control کرنے کے لیے اور جو downward trend ہے، اس کو انشا اللہ تعالیٰ قائم رکھا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: کیا جناب وزیر صاحب از راہ کرم مجھے بتائیں گے، اتفاق سے ان کا تعلق پنجاب سے ہے، ان کو اس حقیقت کا علم ہے کہ پنجاب اور سندھ میں گنے کے بہت سے کاشتکاروں کو کتنا عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک اربوں روپے کی گنے کی قیمت ادا

نہیں کی گئی۔ کیاآپ کی حکومت اس ضمن میں کوئی کردار ادا کر سکتی ہے؟ اگر آپ کاشتکاروں کو بروقت یہ رقوم نہیں دیں گے تو آئندہ گنے کی کاشت اس سے متاثر ہو گی اور یہ بڑا ظلم ہے جو یہاں پر ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: Minister for Industries.

جناب محمد بشارت راجہ: جناب! یہ درست ہے کہ گنے کے کاشتکاروں کو گنا supply کرنے کے بعد اس کی قیمت بروقت ادا نہیں کی جاتی۔ میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت اس سارے mechanism کو صوبائی حکومتیں deal کر رہی ہیں اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری provincial governments effectively deal کر رہی ہیں۔ جہاں پر payments نہیں ہو رہیں، وہاں پر وہ کاشتکاروں کو payments دلوا رہے ہیں۔ اگر ممبر موصوف چاہیں گے تو میں ان کو وہ تفصیل بھی فراہم کردوں گا جن Sugar Mills کے خلاف non payment کی بنیاد پر کارروائی کی گئی ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. The question hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read.

Leave Application

جناب چیئرمین: جناب حافظ حمداللہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 تا 10 جولائی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار صاحب اسلام آباد سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 10 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 11 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب اسلام الدین شیخ صاحب ناسازی طبعیت کی بنا پر مورخہ 10جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری صاحب ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 10جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب گلزار احمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب وقار احمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9اور 10 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب نے عمرہ کی ادائیگی کی وجہ سے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ سحر کامران صاحبہ نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 9 تا 13 جولائی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ذوالفقار کھوسہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا مورخہ 11 تا 13 جولائی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now we take up item No.3. Senator Farooq H Naek, Minister for Law and Justice and Parliamentary Affairs may move the motion.

Senator Farooq Hamid Naek (Minister for Law and Justice and Parliamentary Affairs): Thank you. Sir, I wish to move that under rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, the requirement of rule 120 of the said Rules, may be dispensed with in order to take into consideration the Bill to enact a law relating to contempt of court [The Contempt of Court Bill, 2012], as passed by the National Assembly.

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ حکومت نے ایک مرتبہ پھر وہی پرانا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس وقت یہ جس rule کی suspension مانگ رہے ہیں۔ As you are very well aware, rule 120 کیا کہتا ہے کہ دو دن کے working notice کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب یہ law circulate ہوا ہے "Motion for consideration of rule 120 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012. On the day on which the motion for consideration is set down in the Orders of the Day which shall, unless the Chairman otherwise directs, be not less

than two working days from the receipt of the notice, the Minister or, as the case may be, the member giving notice may move that the Bill be taken into consideration".

یہ requirement under rule 263 پوری کر رہے ہیں۔ Sir, is it something emergent in the country? اس bill کو دو دن کا notice دیتے تا کہ سارے ساتھی اس کو پڑھ کر تیاری کر لیتے اس کے بعد اپنے ضمیر اور سوچ کے مطابق ووٹ دیتے تو اس میں کیا برائی تھی؟ کیا آج Senate prorogue ہونے جا رہا ہے؟ جناب! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کا کون Advisor ہے اور اس طرح کی حماقتیں کیوں ہو رہی ہیں؟ یہ صرف ان کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری parliament پر bad reflection ہے، یہ parliamentarians پر bad reflection ہے۔ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ جناب! دو دن میں کیا ہو گا؟ آج کی بجائے اگر یہ پرسوں لے آتے اور آج دو دن کا notice دے دیتے تو میرا جو پہلا fundamental objection ہے اور میں حکومت سے یہ request کروں گا کہ یہ اب بھی consider کریں اور اس motion کو withdraw کریں۔ جاری-----

T09-11JUL2012---ASHFAQ/ED.MOHSIN---UR5---6.50PM

جاری-----------سینیٹر محمد اسحٰق ڈار----

اس Bill کا دو دن کا notice دے دیتے تا کہ سارے ساتھی اس کو پڑھ لیتے، اس کے بعد وہ اپنے ضمیر اور سوچ کے مطابق اس پر vote دیتے تو کیا اس میں کوئی برائی تھی، کیا آج Senate prorogue ہونے جا رہا ہے۔ جناب! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کے کون advisors ہیں اور اس طرح کی حماقتیں کیوں ہو رہی ہیں۔ یہ صرف ان کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری پارلیمنٹ پر bad reflection ہے، یہ پورے parliamentarians پر bad reflection ہے، ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ جناب! دو دن میں کیا ہو گا، اگر یہ آج کے بجائے پرسوں لے آتے اور آج دو دن کا notice دے دیتے۔ میرا جو پہلا fundamental objection ہے اور میں حکومت سے یہ request کروں گا کہ وہ اس کو اب بھی consider کریں، اس motion کو withdraw کریں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ basically یہ Bill جس چکر میں آ رہا ہے---

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! ایک گزارش ہے کہ before we go and discuss the principles and the spirit of the Bill, let us confine ourselves at the moment اور جو suspension of the rule کی بات ہے، اس کے حوالے سے یہ ہے کہ

when the Bill is introduced then certainly you can discuss it, that can be discussed, let us take up this motion first.

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جناب چیئرمین صاحب! جیسے آپ چاہتے ہیں، میں تو ضمیر جگا رہا تھا کہ شاید یہ motion withdraw کر لیں، اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں پھر اگلے item پر کھڑے ہو کر اپنے تمام views دوں تو I am ready for that as the Leader of the Opposition, as you feel.

جناب چیئرمین: اس کے لیے appropriate یہ ہو گا کہ let us take some decisions on this motion جب Bill آئے گا، Bill کے principles آئیں گے، we can discuss on that.

Senator Muhammad Ishaque Dar: No problem.

جناب چیئرمین: جناب ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ اس سے پیشتر کہ جناب اس motion پر رائے لیں، there is no doubt that 263 is there in the rules. اب آپ 263 ملاحظہ فرمائیں جس طرح Leader of the Opposition صاحب نے فرمایا ہے، یہ 263 ہے "whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules" جناب! کیا بات ہے، میں ابھی آپ کو Constitution کا بھی بتاتا ہوں کیونکہ rules secondary آتے ہیں کہ جناب! اتنی کیا emergency ہے کہ یہ منٹوں اور سیکنڈوں میں سب کچھ کرنا چاہتے ہیں، یہ حکومت تو پانچ سال کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ minutes and seconds میں کرنا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! Article-70 ہے، یہ legislation کا procedure ہے، اس کا باقاعدہ chapter ہے، اس کا (3) sub-Article ہے "If a Bill transmitted to a House under clause (1) is rejected or is not passed within ninety days" یہ یہاں پر transmit ہو کر آیا ہے تو جس کسی نے یہ Constitution بنایا ہے، اس میں "within ninety days" لکھا ہے یعنی اس کا "ninety days" تک انتظار کیا جا سکتا ہے اور اس پر بحث کی جا سکتی ہے، اس کے prose and cons کو دیکھا جا سکتا ہے، ممبران کو موقع دیا جا سکتا ہے، amendment کا موقع دیا جا سکتا ہے۔ جناب! اگر یہ seconds میں ہی بات ہونی ہے، اگر کوئی member اس میں amendment

پیش کرنا چاہتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں ابھی اس کو پڑھ رہا تھا اور میں اس کو complete نہیں کر سکا، میں اس کو پورا نہیں پڑھ سکا تھا۔ جناب چیئرمین! یہ law making ادارہ ہے اور Leader of the Opposition نے بالکل درست فرمایا ہے کہ قطع نظر اس کے پارلیمنٹ کا Member کس side پر بیٹھا ہوا ہے لیکن on the whole Parliament کا public reflection یا دنیا میں باہر جاتا ہے تو اس پر comments ہوتے ہیں۔ اس میں جناب، میری، جناب Law Minister صاحب اور everybody کی ذات discuss ہوتی ہے کہ یہ کیا کررہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ جو Rule-120 میں لکھا ہوا ہے، اب وہ بھی ویسے نہیں ہے، اس لیے دو دن کا موقع مل جائے، ان دو دنوں کے دوران فاضل ممبران اس کو دیکھ لیں گے، اگر انہوں نے اس میں کوئی amendment move کرنی ہے، وہ بھی دیکھ لیں گے۔ جناب چیئرمین! اس لیے میں Leader of the Opposition کی تائید کرتا ہوں کہ Minister for Law مہربانی فرمائیں، یہ اپنا 263 motion والا واپس لیں، کوئی اتنی آگ نہیں لگی ہوئی، کوئی زلزلہ نہیں آرہا، کوئی طوفان نہیں آرہا اور House چل رہا ہے، اس کو 22 ,20 تاریخ تک چلنا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں، اس کو دو دن کے بعد لے آئیں اور دو دن کے بعد according to the rules اس کا آگے procedure چلے گا۔ .Thank you sir

جناب چیئرمین: رفیق رجوانہ صاحب۔

سینیٹر ملک محمد رفیق رجوانہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب! قائد حزب اختلاف جناب اسحٰق ڈار صاحب نے جو سوال اٹھایا ہے، میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں اور میرے colleague جناب وزیر قانون نے جس 263 rule کا سہارا لیا، میں اس کی صرف ایک line پڑھوں گا کیونکہ وہ پڑھتے، پڑھتے رہ گئی ہے کہ I "whenever any inconsistency or difficulty arises" will have a pause over here, is there any situation here in the House today that any inconsistency has arisen, first of all or any difficulty, البتہ difficulty ہے، یہ House کے لیے نہیں ہے، کل بارہ تاریخ ہے اور وزیراعظم صاحب نے کل Supreme Court میں پیش ہونا ہے۔ یہ اتنی جلد بازی میں بات ہورہی ہے، میں clauses میں نہیں جا رہا، میں ویسے بات کر رہا ہوں تو میں یہ کہتا ہوں کہ جو rules کہتے ہیں جیسے کل کا dual nationality کا Bill تھا۔ ہم کچھ discuss کرنا چاہ رہے تھے، جناب اور کچھ فاضل ممبران صاحبان نے کہا کہ "shall" word لکھا ہوا ہے، it shall be referred to the committee اور جس طرح rules کہہ رہے تھے، آپ نے اسی طرح کمیٹی کو refer کر دیا۔ آج جو suspension کی بات ہے،

with all due respect, I would differ and support the point raised by my learned and senior friend Ishaque Dar sahib as well as Zafar Ali Shah sahib کہ اس کو طریقے سے چلنے دیں، دو دن کا notice ہی پورا نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جناب راجہ ظفرالحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! Minister for Law صاحب نے suspension of rule کی تو بات کی ہے لیکن اس کے لیے جو دلائل چاہییں اور جو وجوہات چاہییں، انہوں نے وہ بیان نہیں کیں۔ ایک procedure lay down ہے، اگر آپ اس procedure کو by pass کریں گے، ایک exceptional situation بنائیں گے تو ان کو اس کے لیے کم از کم کوئی دلیل تو دینی چاہیے کہ کیا وجہ ہے کہ یہ routine procedure کوئی مہینوں کا نہیں ہے، یہ دو دن کا ہے، اس کو بھی by pass کیا جائے، اس کو بھی set aside کر دیا جائے، اس کی کیا وجہ ہے۔ کونسی difficulty arise ہوئی ہے، کونسی emergency آ گئی ہے، انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ صرف یہ ہے کہ کوئی minister کھڑا ہو کر Chair سے یہ کہہ دے کہ آپ rule کو suspend کر دیں، Chair ایسے نہیں کرے گی، Chair سارے House کو represent کرتی ہے، وہ نہ Government کو represent کرتی ہے اور نہ Opposition کو represent کرتی ہے۔ آج جو ادھر ہوتے ہیں، کل وہ دوسری طرف ہوتے ہیں، ایک even balanced view لینے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ جو suggestion ہے جب تک وہ کوئی solid tangible reason نہیں دیں گے، آپ کو اس وقت تک اس کو منظور نہیں کرنا چاہیے۔ یہ rush through والی بات پہلے بھی ہو رہی ہے اور یہ legislation کی rush through کبھی بھی کامیاب نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ مولانا شیرانی صاحب۔

آگے---------T10

T10−11JUL2012.........FANI\ED(Altaf Sheikh).....................7.OOPM................UR12

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین! میں شاید دوستوں کے خیالات میں اضافہ نہ کر سکوں لیکن میری بھی گزارش یہ ہے کہ ہر ایک چیز کے لیے ایک خاص طریقہ کار ہوتا ہے اور اگر اس طریقہ کار سے ہٹ کر کوئی کام سر انجام دینا ہو تو اس کے لیے

کوئی معقول وجوہات ایسی ہوں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ اگر اس طریقہ کار کو معطل کر کے اس کام کو آگے نہ بڑھایا گیا تو پھر عمومی سطح پر کوئی بہت بڑا نقصان ہو جائے گا- میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی کوئی وجہ ابھی تک ہاؤس کے سامنے آئی نہیں ہے کیونکہ آپ بھی ایک عدالت کے منصب پر فائز ہیں یقینی طور پر آپ ان رولز کا خیال رکھیں گے جن کے تابع اس قسم کے کاموں کو نمٹایا جاتا ہے-میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں-

جناب چیئرمین: جناب ہمایوں خان صاحب-

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ، جناب چیئرمین! اس سلسلے میں، میں بھی اپنے فاضل دوستوں کا ساتھ دینا چاہوں گا اور میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر اس میں جلدی کیا ہے-قانون سازی ایک ایسا عمل ہے جس میں وقت درکار ہوتا ہے let us go through the Bill جناب فخرالدین جی ابراہیم صاحب سے کل اس Bill کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس کو سمجھنے کے لیے چار فخرالدین چاہییں- میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کی نہ تو اتنی جلدی سمجھ آسکے گی-قومی اسمبلی میں جن 442 لوگوں نے اس کو منظور کیا ہے میرا خیال نہیں ہے کہ ان میں سے 340 لوگوں کو اس کی سمجھ بھی ہے-

Mr. Chairman: I think we should expunge these words

کہ ان کی سمجھ کے بارے میں کہا گیا ہے lets not talk about the honourable members of the other House you know.

سینیٹر محمد ہمایوں خان: ٹھیک ہے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں- مقصد یہ ہے کہ اگر سب کو سمجھ آجاتی ہے تو بہت اچھی بات ہے کوئی ایسی وجہ نہیں ہے lets not rush through کوئی ایسی وجہ نہیں ہے- میں بھی اپنے ساتھیوں کی تائید کرتا ہوں-

جناب چیئرمین: شکریہ- حاصل خان بزنجو صاحب- حمزہ صاحب! آپ کا نام جس ترتیب سے ہے میں پکار لوں گا آپ تشریف رکھیں- جی حاصل خان بزنجو صاحب-

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! میں کوئی بہت اضافہ نہیں کرنا چاہتا-جب معمولی کارروائی ہوتی ہے تو باقاعدہ House Committee بلاتے ہیں اور اس میں discuss کرتے ہیں-آج Rules suspend کرنے سے پہلے آپ کو چاہیے تھا کہ

کمیٹی کی میٹنگ بلالیتے۔ ہم نے سوچا تھا با بر اعوان گیا، ہماری جان چھوٹی ، معاملہ ختم ہو گیا۔ اب معاملات ٹھیک ہوں کیونکہ نائیک صاحب اس Chair پر رہے ہیں، بہت تجربہ کار ہیں، ہم سب کے لیے قابل احترام ہیں توکم ازکم وزارت قانون کے معاملات اب ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس کے آنے کے بعد پھر معاملات خراب ہونا شروع ہوگئے۔ اس پر تو ہم بعد میں بولیں گے ۔میری حکومت سے اور آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کو واپس بھیجو، کمیٹی میں بھیجو، اس کو یہاں نہ لاؤ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! جس جلد بازی سے یہ تحریک یہاں پیش کی گئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے اپنے ساتھ اور اس ادارے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ آخر کیا مجبوری ہے کہ ہمیں اس مسودے پر مشورہ یا اس پر غور کرنے کے لیے مہلت کیوں نہ دی جائے۔ میں خاص طور پر ایوان کی اور آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلواتا ہوں کہ اس ملک میں ہروقت افواہیں پھیلتی رہتی ہیں ۔افوائیں پھیل رہی ہیں کہ بارہ تاریخ کو سپریم کورٹ میں ایک مقدمہ پیش ہونا ہے جو اس Contempt of Court سے متعلق ہے اس سے پہلے ہم اس کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت جو قومی حالات ہیں، جو سیاسی حالات ہیں ان کو مدنظر رکھ کر ہمیں چاہیے کہ ہم تدبر سے ، حکمت سے کام لیں اور اپنی تعداد سے اس کو bulldoze کرنے کی کوشش نہ کریں اور آپ سے گزارش ہے کہ انہوں نے آپ سے جو request کی ہے اس کو قبول نہ کریں اور ہمیں دو دن کی مہلت دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ سمیت تمام پارلیمنٹ کے ممبران کا ، سینیٹ کے ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن دنوں میں مریض تھا جو میرے پاس تشریف لائے یا پھر انہوں نے فون کرکے میری خیریت دریافت کی اور اسی طرح یہاں بھی میری صحت کے لیے دعا کرائی گئی۔ میں اپنے سب ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جہاں تک توہین عدالت سے متعلق قانون کا تعلق ہے جیسے مجھ سے قبل اپوزیشن لیڈر اور باقی دوستوں نے کہا کہ اس قانون پر کافی سارے تحفظات ہیں ۔میرا کہنا اس حوالے سے یہ ہے کہ ہم ملک اور قوم کے لیے قانون سازی کر رہے ہیں تو اتنی عجلت کی ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ ہم جلدی میں پارلیمنٹ کو بھی سادہ اکثریت کی بنیاد پر اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے bulldoze کریں۔ اس کے لیے چاہیے یہ تھا کہ

جو جماعتیں پارلیمنٹ کے اندر ہیں، جو جماعتیں پارلیمنٹ سے باہر ہیں ان سب کے ساتھ مشاورت کرکے اور جب کہ حکومت کا یہ نعرہ ہے کہ ہم ایک مفاہمتی پالیسی پر گامزن ہیں۔ مفاہمت کا تقاضا یہ تھا کہ تمام پارٹیوں سے مل بیٹھ کے ان کے تحفظات دور کرکے اور پھر اس طرح کے قانون کو سامنے لایا جاتا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس قانون کا ہم ساتھ نہیں دے سکتے اور جو میرے پیش رو اپوزیشن کے دوستوں نے کہا ہے میں بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان کے نقطہ نظر سے اتفاق کرتا ہوں۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: مولا بخش چانڈیو صاحب! ابھی تو Law Minister *Sahib* نے Motion move کیا اور ادھر اپوزیشن سے بات ہوئی ہے تو جب Bill آئے گا تو Bill کے principle کی بات ہوگی، اس کی سپرٹ کی بات ہوگی primarily under 263 it is the House to decide it. جی۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وفاقی وزیر پارلیمانی امور): اس میں کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے جس کو یہ کر رہے ہیں۔ میں ایک بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بات تو بڑی اچھی ہے کہ جو بات کرنی چاہیے وہ Rules کے مطابق ہی کرنی چاہیے اور میں اپنے دوستوں کو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ہر جگہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی پھر آپ بھی غلطی دہرائیں گے۔ ہم غلطی نہیں دہراتے لیکن آپ ذرا اپنی چیزوں کو بھی یاد رکھیں۔ اسی قانون میں آپ نے 1998 میں پندرہ منٹ میں اسمبلی سے یہ قانون منظور کروایا تب آپ کو یاد نہیں تھا اب میں آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ چودھویں ترمیم آپ نے ایک ہی دن میں دونوں ایوانوں سے منظور کروائی تھی۔ ذرا اپنی روایتوں کو بھی یاد رکھیں اور پھر ہمیں آپ کوئی درس دیں۔

جناب چیئرمین: چانڈیو صاحب! دیکھیں confine yourself جی حاجی عدیل صاحب آپ کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ .lets not get into that controversy ڈار صاحب مہربانی کرکے اس کو یہاں ہی stop کر دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): یہ اپنی لیڈر پر criticize کر رہے ہیں۔ چودھویں ترمیم میں محترمہ بے نظیر بھٹو was on board she was in the House and she was part of that.

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! تشریف رکھیں۔ چانڈیو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! چانڈیو صاحب تو اپنی لیڈر کے نقش قدم پر چل رہے ہیں یہ نہیں چل رہے ہیں۔ اگر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ موجود تھیں تو یہ بھی تو تھے۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! اس Rule کی بات کریں، controversy میں نہ جائیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں کہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے ہاؤس کے سامنے جو ایک motion پیش کی ہے کہ Rules suspend کیے جائیں۔ وہاں سے بڑا عجیب تاثر ملا ہے کہ کل بارہ تاریخ ہے وزیراعظم سپریم کورٹ میں جا رہے ہیں ان کے لیے یہ ہو رہا ہے۔ کل وزیراعظم کو کس سپریم کورٹ نے بلایا ہے؟ کل کے لیے تو صرف یہ کہا گیا ہے کہ وزیراعظم بتائیں کہ وہ کیا کریں گے۔ کل وزیراعظم کو تو کسی نے طلب ہی نہیں کیا۔ یہ غلط تاثر ہے۔ Bill کی اپنی حیثیت ہے جب یہ آئے گا یقیناً ہماری پارٹی کے قائدین، ساتھی ضرور اس پر بات کریں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. Under rule 263 the motion has been moved and I put this motion before the House.

It has been moved that under Rule 263 of Rules of Procedure and Conduct of Business in Senate 2012. The requirement of Rule 120 the said Rules may be dispensed with in order to take into consideration the Bill to enact a law relating to Contempt of Court [The Contempt of Court Bill, 2012], as passed by the National Assembly.

(*Motion was carried*)

Mr. Chairman: The motion is carried. It was the domain of the House and the motion has been carried by the House. I would ask Mr. Farooq H Naek to move item No.4.

(Rumpus and noises were heard)

Senator Farooq Hamid Naek: I wish to move that the Bill to enact a law.......

جناب چیئرمین: راجوانہ صاحب! آپ کے جتنے بھی arguments تھے ہاؤس میں آئے اور محترم ممبران نے آپ کو سنا، ظفر علی شاہ صاحب کو سنا the matter was put to the House and it has been carried by the House now. Please take your seat. جب Bill آئے گا تو پھر اس کے principles پر آپ بات کرلیں۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Sir the floor is with the Law Minister now. Yes, Naek sahib.

Senator Farooq Hamid Naek: I wish to move that the Bill to enact a law relating to the contempt of Court [The Contempt of Court Bill, 2012], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? Ok. Ishaq Dar *Sahib*.

آگے جاری-----------T11

T11−11Jul2012 ER5/Rafaqat/Ed:Zafar Iqbal 7:10 pm

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں--------

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ نام دے دیں جنہوں نے بولنا ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: نام کی ضرورت نہیں۔آپ غلط کررہے ہیں، میں یہ کہہ رہا ہوں۔آپ rules کو تو دیکھیں۔

Mr. Chairman: There is already an observation by the Chair. What do you want now?

جی ظفر علی شاہ صاحب! بتائیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! یہ Rule 263 کوئی امرت دھارا نہیں ہے کہ جسے آپ ہر جگہ لگاتے رہیں گے۔ آپ Rule 120 کو دوبارہ دیکھیں، یہ صرف جناب کی صوابدید پر ہے:

"On the day on which the motion for consideration is set down in the Orders of the Day which shall, unless the Chairman otherwise directs......"

جناب! وہ آپ کی صوابدید ہے ورنہ اس سے آگے پھر وہی ہے کہ دو دن کا نوٹس ہوگا، یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ آپ House پر یہ بات نہ تھوپیں، majority کے ذریعے ہمیں bulldoze نہ کریں۔ آپ اپنی صوابدید دے دیں۔

جناب چیئرمین: جناب شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ نے Rule 120 پڑھا، it should be read along- with Rule 263 also.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! تھوڑا سا غور کریں۔ آپ چیئرمین صرف ان کے نہیں، ہمارے بھی ہیں۔ ٹھیک ہے majority نے آپ کو elect کیا ہے لیکن اس طرح نہ کریں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ Rule 263 کو invoke کرتے ہوئے، یہ motion ایوان کے سامنے put کیا گیا

and it has been carried by the House. It stands approved now. As item No.4 has been opposed, I would ask Ishaq Dar sahib to take the floor.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اور بد ترین دن ہوگا کہ جس طریقے سے ہم ایک strength کی basis پر معاملات چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے قوانین جو پتا نہیں کتنی دہائیوں تک لاگو رہتے ہیں، ہم ان کو اس طرح آناً فاناً pass کریں اور rules کو بھی suspend کریں، یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔ دو دن میں قیامت نہیں آجانی تھی۔ جیسے حاجی عدیل صاحب نے کہا کہ اگر کسی کے دماغ میں 12 جولائی کی بات ہے کہ کل انہوں نے جواب دینا ہے تو کل تو ان پر contempt نہیں لگنی۔ یہ پرسوں بھی ہوسکتا تھا۔ It is unfortunate that the Government decided just to take refuge under Rule 263.

جناب عالی! میں آئین کے آرٹیکل (1)248 اور آرٹیکل 204 کا حوالہ دوں گا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آرٹیکل 204 توہینِ عدالت کے بارے میں ہے۔ یہ آرٹیکل Chapter 4 میں ہے اور Contempt of Court اس کا title ہے:

"204. (1) In this Article, "Court" means the Supreme Court or a High Court.

(2) A Court shall have power to punish any person who—

(a) abuses, interferes with or obstructs the process of the Court in any way or disobeys any order of the Court;

(b) scandalizes the Court or otherwise does anything which tends to bring the Court or a Judge of the Court into hatred, ridicule or contempt;

(c) does anything which tends to prejudice the determination of a matter pending before the Court; or

(d) does any other thing which, by law, constitutes contempt of the Court.

(3) The exercise of the power conferred on a Court by this Article may be regulated by law and, subject to law, by rules made by the Court."

چیئرمین صاحب! اب بنیادی طور پر کیا ہو رہا ہے، please allow me to use the words "malafide attempt" اور malafide attempt اس لیے ہورہی ہے کہ توہینِ عدالت کے قانون کو the Contempt of Court Bill, 2012 کے حوالے سے amend کیا جائے۔ ابھی قانون بنانے کے لیے جو Bill پیش کیا گیا ہے، اس کے Section 3 کا proviso میں پڑھتا ہوں:

"Provided that the following shall not amount to commission of contempt of court."

باقی nitty-gritty ہے، باقی ایک document بنایا گیا ہے لیکن the real focus and the real objective یہ ہے، اس کا sub-section (i) میں جناب کی اطلاع کے لیے پڑھوں گا:

"(i) exercise of powers and performance of functions by a public office holder of his respective office under clause (1) of Article 248 of the Constitution for any act done or purported to be done in exercise of those powers and performance of those functions;"

جناب چیئرمین! آپ اس کو آرٹیکل (1)248 کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔ آرٹیکل 248 تحفظ دیتا ہے صدر کو، گورنرز کو اور منسٹرز کو۔ میں آپ کی اجازت سے (1)248 پڑھوں گا جو کہ ہمارے اس Bill کا ہدف اور main objective ہے:

> "248. (1) The President, a Governor, the Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State, the Chief Minister and a Provincial Minister shall not be answerable to any court for the exercise of powers and performance of functions........"

جناب چیئرمین! میں اس پر emphasize کر رہا ہوں

> "of functions of their respective offices or for any act done or purported to be done in the exercise of those powers and performance of those functions:
>
> Provided that nothing in this clause shall be construed as restricting the right of any person to bring appropriate proceedings against the Federation or a Province."

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ایک عام قانون کے ذریعے معاملات چلانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ یہ تو simple بات ہے کہ اگر آئین میں کوئی چیز درج ہے تو وہ قانون کے ذریعے بدلی نہیں جا سکتی اور اگر قانون میں ہے تو rule کے ذریعے آپ اسے change نہیں کر سکتے۔ بنیادی طور پر attempt یہ ہو رہی ہے کہ 204 کو (1)248 کے حوالے سے dysfunctional یا redundant کر دیا جائے اور اس کے ذریعے ایک coterie of people کو blanket immunity دے دی جائے کہ یہ اپنی مرضی سے جو چاہے کریں اور ridicule کرنے کے باوجود انہیں کچھ نہ کہا جائے۔

میں زیادہ بحث میں نہیں جاتا، آرٹیکل (g)(1)63 تو رہے گا۔ یا تو یہ اس کے بارے میں بھی سوچتے کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ بنیادی طور پر ایک بندہ جو ان offices میں ہوگا، contempt of court میں تو اسے یہ بچا لیں گے لیکن جب وہ ridicule کے دائرے میں آئے گا، تو اس کو شاید contempt میں چند سیکنڈ، چند مہینے یا چند سال کی سزا نہ ملے لیکن Article 63(1)(g) he will stand to be disqualified because of ridiculing of court. Sir, 63(1)(g) is very clear about it. اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایک منٹ میں وہ بھی پڑھ دوں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ ایڈوائزر صاحبان اس حکومت کو کیا مشورے دے رہے ہیں۔ میں

آپ کی توجہ چاہتا ہوں، یہ وہی 63(1)(g) ہے جس کی وجہ سے ہمارے former Prime Minister sahib کو office خالی کرنا پڑا۔

63(1)(g) کہتا ہے:

> "63. (1) A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament), if—
>
> (g) he has been convicted by a court of competent jurisdiction for propagating any opinion, or acting in any manner, prejudicial to the ideology of Pakistan, or the sovereignty, integrity or security of Pakistan, or the integrity, or independence of the judiciary of Pakistan, or which defames or brings into ridicule the judiciary or the Armed Forces of Pakistan, unless a period of five years has lapsed since his release;"

جناب عالی! میں آپ کی توجہ اس جانب بھی دلاؤں گا کہ 63(1)(g) میں اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے ہم نے ایک amendment کی تھی۔ اس سے پہلے یہ conviction والا معاملہ نہیں تھا، ہم نے اس کو water tight کیا۔ یہ نہیں کہ contempt of court ہو اور آپ اس سے unnecessary hit ہوں، اس کو water tight کیا گیا لیکن آج ہم اُس کو اِس law کے تحت defeat کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، 248(1) اور 204 کو ہم basically redundant کر رہے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ہو نہیں سکے گا۔

(جاری------T12)

T12-11thJuly2012 ER/4/Bhatti/ED: A. Rauf Khan 7:20 P.M.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: (جاری ------T11) اس کو basically redundant کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، میرے نزدیک یہ نہیں ہو سکے گا۔ پھر ہم (g) (1) 63 جس میں improvised version ہے، وہ چونکہ اب convict ہو ہی نہیں سکے گا تو ہم اس کو indirectly چھوٹ دے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے honestly ان کے اس objective کی سمجھ نہیں آرہی، باقی تو ساری heresy ہو رہی ہے، آپ نے بھی سنا اور اُدھر سے اس پر explanation بھی آئی۔ آج ہی اخبار میں آچکا ہے کہ قومی اسمبلی نے یہ Bill pass کرکے یہاں transmit کیا تو ایک petition ہو چکی ہے۔ اب میرے سمیت بہت سے ساتھی شاید یہ مناسب سمجھیں گے کہ

جب تک Bill قانون نہیں بنتا اس وقت تک اسے entertain کرنا مناسب نہیں ہے اور قانون تب بنے گا جب اس ایوان سے منظور ہو گا اور پھر President اس کو assent دے گا، it is a common sense لیکن ہمیں ماضی کی تاریخ کو نہیں بھولنا چاہیے کہ ایک Bill جس کو strike کیا گیا تھا، ابھی وہ منظور نہیں ہوا تھا اور restrain کیا گیا تھا کہ آپ اس کو assent نہ دیں، آپ کو یاد ہو گا۔ So, that precedent is there but let's hope کہ Bill پر عدلیہ کوئی بات نہیں کرتی اور کوئی action نہیں ہوتا لیکن میں as a citizen of Pakistan, as a Parliamentarian in these two Houses for the last twenty years ان سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ ایسے کام مت کریں جس سے پارلیمنٹ کی توقیر میں کمی ہو، internationally we are seen کہ ہم اپنے objective کو achieve کرنے کے لیے we can do anything and everything. میں نہیں، آپ ان کے اپنے لیڈران کے interviews دیکھیں، ابھی designated Chief Election Commissioner فخر الدین جی ابراہیم نے quote کیا، انہوں نے ابھی oath نہیں لیا، وہ کہتے ہیں کہ چار فخر الدین چاہییں، such a competent and senior lawyer in the country, he says that اس قانون کو سمجھنے کے لیے چار فخر الدین ابراہیم چاہییں کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔ میرا خیال میں ان کے پاس کوئی ایسی عقلِ کل آ گئی ہے کوئی magic wand آ گئی ہے کہ چار فخر الدین مل کر اس کو سمجھنے کی کوشش کریں، وہاں کوئی ایسا advisor بیٹھ گیا ہے کہ اس نے ایک Bill دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ اس چیز کو بھول رہے ہیں کہ جو immunity, they are trying to play fast, functional, function کا لفظ ہے اور پرانے cases موجود ہیں جن میں corruption and mala fide is not part of performance of your functions. Two things have been categorically clarified in the past judgments of Supreme Court, we can sit and discuss for hours کہ جس میں functions, جس کے لیے آپ کو Rule 248(1) میں immunity ہے، وہ functions and performance of your duty vis-à-vis obvious اور آپ corruption کے subject کو اس میں cover کرنا چاہتے ہیں، آپ کی mala fide ہے، اس میں سب سے بڑی mala fide تو یہ ہے کہ آپ آئین کو ایک قانون کے ذریعے hostage بنانا چاہتے ہیں اور اسے ineffective, infructuous کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! انہیں مہربانی کر کے اسے reconsider کرنا چاہیے۔ This is very unfortunate میں نے ان کے اپنے مختلف لوگوں کے views ٹی وی اور اخبارات

میں دیکھے ہیں۔ ہماری history نئی نہیں ہے، یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوگا اور Bill پر ,court has been moved میرے خیال میں ان کا objective یہ ہے کہ کل نئے وزیراعظم صاحب نے personally تو پیش نہیں ہونا، یہ آج یہاں سے bulldoze کر کے منظور کروانا چاہتے ہیں، آج رات بارہ بجے سے پہلے یہ assent دیں گے اور کل اس کی کاپی وہاں دے دیں گے۔ ہم پاکستان کو لے کر کس طرف جا رہے ہیں؟ You want ستیاناس کا سوا ستیاناس of this country which has already been in deep trouble, economic crisis is there, security crisis is there, law and order crisis is there, corruption is here, transparency کوئی نہیں ہے، good governance کوئی نہیں ہے اور آج ہم ایسا Bill pass کرنے جا رہے ہیں جو ہمارے منہ پر طمانچہ ہوگا۔ جناب والا! اس Bill کو ایک common law student کو دکھائیں گے تو وہ کہے گا کہ یہ strike ہوگا۔ اگر آپ میں اتنی ہمت ہے تو آپ constitutional amendment لائیں، constitutional amendment میں see your strength here and in the other House لیکن خدا کے لیے یہ ہمارے لیے، آپ کے لیے، ہم سب کے لیے، یہ دو ایوان جو پچھلی دو دہائیوں سے چل رہے ہیں، ہم بدنامی اور بے عزتی کا باعث نہ بنیں۔

جناب چیئرمین! میری آپ کے توسط سے Minister for Law سے گزارش ہے کہ اس کو reconsider کریں۔ اس Bill کو withdraw کریں، ان کے پاس وقت بھی ہے اور اس کو true process میں revise کر کے لائیں، ہم اس Bill کی بھرپور مخالفت کرتے ہیں، کریں گے اور اگر انہوں نے pass بھی کیا تو we will take all the appropriate action کہ This Bill should not stay as part of the statute legislation of Pakistan. Thank you.

جناب چیئرمین: فاروق نائیک صاحب! میرے خیال میں باقی لوگ بات کر لیں تو you can conclude on that. جناب اعظم ہوتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی: شکریہ جناب چیئرمین! میں آئینی نزاکتوں میں نہیں جا سکتا کیونکہ مجھے اس میں زیادہ عبور حاصل نہیں ہے۔ یہاں پر constitutional experts بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں اعتزاز صاحب ہیں، رضا ربانی صاحب ہیں، ہمارے وزیرِ قانون ہیں۔ اُس طرف ہمارے بہت ساتھی ہیں جو ان چیزوں کو سمجھتے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو آج سے پندرہ سال پہلے اٹھایا جانا چاہیے تھا۔ 1997 میں دو تہائی اکثریت والے سابق وزیراعظم، ان کے ساتھ اجمل خٹک مرحوم پر اور اسفندیار ولی صاحب پر بھی

اس بنا پر contempt لگی کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا کہ پارلیمنٹ supreme ہے۔ آج بھی اس سوال کے بارے میں شاید آپ سے استدعا کرتا کہ آپ مہربانی کر کے دو rulings دیں کہ آیا اس معزز ایوان کے رکن کی حیثیت سے مجھے تحفظ حاصل ہے، مجھے وہ immunity حاصل ہے جو ایک ایوان کے رکن کو ہونی چاہیے اور میں اس معزز ایوان کے floor پر اگر کوئی مثبت تنقید کروں یا اچھے برے فیصلے کے بارے میں اپنی رائے دوں تو اس کا حق مجھے حاصل ہے۔ میں آپ سے دوسری یہ درخواست کرنے والا تھا کہ آپ ruling دیں کہ آیا پارلیمان supreme ہے یا کوئی اور ادارہ؟ اب کہا جا رہا ہے کہ آئین supreme ہے تو اس میں شک نہیں ہے کہ آئین supreme ہے لیکن آئین کا خالق کون ہے؟ یہ آئین کہاں سے آیا ہے؟ اس آئین کو کس نے بنایا؟ اس آئین میں ترامیم کا حق کسے حاصل ہے؟ قوانین کون بناتا ہے؟

(اس موقع پر ایوان میں نمازِ مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: ہوتی صاحب! نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں، آپ نمازِ مغرب کے بعد بات کر لیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی: جی ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: The House is adjourned for Maghrib prayer for fifteen minutes.

[The House was then adjourned for maghrib prayer for fifteen minutes]

T1311July2012 Ashraf/Ed.Mohsin Er.3 0800

(نماز مغرب کے بعد کے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: جناب اعظم ہوتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی: شکریہ جناب چیئرمین، میں گزارش کر رہا تھا، کسی وزیر اعظم کی بات نہیں کر رہا، نہ اس وزیر اعظم کی بات کر رہا ہوں، نہ اس سے پہلے یا اس سے پہلے اگر وزراء اعظم گزرے ہیں۔ عدلیہ نہ صرف یہ کہ قابل احترام ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ واجب الاحترام ہے لیکن کچھ حقائق بھی ہیں جو بیان کرنے ضروری ہیں۔ اس وقت کیا ہوا کہ (58(2b جو کہ ایک consensus نہیں

بلکہ unanimous amendment تھی 1997 میں اور اس وقت کی پارلیمان نے اس کو ختم کیا۔ صدر سے اختیارات واپس لیے کہ وہ اسمبلی نہ توڑ سکیں۔ جب اس وقت توہین عدالت کی بات آئی تو انہوں نے ساتھ ہی (58(2b بھی دوبارہ revive کر دی۔اب بھی یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ جناب پارلیمان تو قانون سازی کرے گا لیکن اس کو strike کر دیا جائے گا تو strike تو اس وقت بھی کیا گیا تھا اور وہ ordinary law نہیں تھا بلکہ constitutional amendment تھی اور (58(2b اس قانون کی ایک اہم شق تھی اور یہ کالا قانون تھا جو ایک dictator اور ایک آمر کی وراثت سے ہمیں ملا تھا لیکن انہوں نے اس کو بھی بحال کر دیا۔ پھر انجام کیا ہوا، صدر صاحب کا کیا انجام ہوا اور اس وقت کے چیف جسٹس صاحب کا کیا انجام ہوا۔ جناب والا! میں صرف پارلیمان کی بات کر رہا ہوں اور یہ motion ہم پیش کر چکے ہیں کہ اس پر ہم رولنگ مانگیں کہ آیا یہ کہنا توہین عدالت ہے کہ پارلیمان سپریم ہے، آئین کی خالق ہے۔ اس کو اس میں ترمیم کرنے کا حق حاصل ہے اور اس کو حق حاصل ہے قانون میں تبدیلی لانے کا اور جو ترمیم یہ ایوان کرے، جو قانون یہ ایوان بنائے تو اس پر عمل کیا جائے گا نہ کہ اس کو strike کر کے کہہ دیا جائے گا کہ پارلیمان کی کوئی وقعت نہیں ہے اور پارلیمان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ ایک بڑا جواب طلب مسئلہ ہے جس کو ایک دن حل ہونا ہے۔ ہم پر، سیاست دانوں پر، پارلیمنٹ پر تنقید ہوتی ہے اور ہر قسم کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں لیکن ہم پر قدغن لگائی جاتی ہے کہ جناب آپ کسی خاص ادارے کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے، نہ اس کے اچھے فیصلے پر اور نہ اس کے برے فیصلے پر۔ فیصلے اچھے بھی ہوئے ہیں اور فیصلے برے بھی ہوئے ہیں اور اچھے بھی ہوتے رہیں گے اور برے بھی ہوتے رہیں گے لیکن اگر اس پارلیمان سے آپ ان پر بحث کا حق چھین لیں، آپ ان پر تنقید کا حق چھین لیں، آپ اس پارلیمان سے جو اٹھارہ کروڑ عوام کی نمائندہ ہے جس کو اس عوام نے حق دیا ہے کہ وہ اس کے لیے قوانین بنائے، اس ملک کے لیے قوانین بنائے، آئین میں ترامیم کرے، اگر آپ اس کا یہ حق چھینتے ہیں تو ہم کیا اس لیے بیٹھے ہیں کہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہیں اور ایک دوسرے کو گالیاں دیتے رہیں۔ کیا ہم اس لیے بیٹھیں ہیں کہ دوسرے پر الزام تراشیاں کرتے رہیں اور تنقید برائے تنقید کریں۔ پھر تو بہتر یہ ہوگا کہ یہ دکان بند کر دی جائے، اس دکان کا کوئی فائدہ نہیں۔

آج جو میرے بھائی یہ کہہ رہے ہیں کہ عجلت سے کام لیا جارہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ عجلت اس وقت ہو جاتی تو آج یہ دن دیکھنے نہ پڑتے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ میں کسی وزیر اعظم کی بات نہیں کر رہا، کرپشن کی بات ہوتی ہے۔ کونسا وزیر اعظم ہے، کونسا صدر ہے اور کون سا وزیر ہے جس پر آج تک کرپشن کے الزام نہیں لگے ہیں اور نہ لگتے ہوں اور نہ آئندہ کوئی یہ گارنٹی دے سکتا ہے کہ اس پر کرپشن کا

الزام نہیں لگے گا۔ ہیں عدالتیں کرپشن کے خاتمے کے لیے، ان کا مروجہ طریقہ کار ہے جس کے مطابق چلتی رہیں گی۔ Accountability courtsہیں، accountabilityکا ادارہ ہے اور یہ کہاں کا انصاف ہے کہ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ یہ پارلیمان اور خاص کر نیشنل اسمبلی جو بجٹ پاس کرتی ہے، جو مختلف اداروں اور ترقیاتی کاموں کے لیے اور روزمرہ کے اخراجات کے لیے مختلف اداروں کو allocate funds کرتی ہے اور پھر اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کی پوچھ گچھ کرے کہ جو عوام کا پیسا دیا گیا ہے آیا وہ صحیح جگہ لگ رہا ہے یا نہیں لگ رہا۔ تو ہماری تو accountabilityہوتی ہے، ہم سے تو پوچھا جاتا ہے اور اچھی بات ہے لیکن ایسے ادارے بھی ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ ہم جواب دہ ہی نہیں، ہم accountableہی نہیں، آپ ہم سے حساب نہیں لے سکتے۔ اگر یہ پیسا عوام کا نہیں ہے اور اس پارلیمنٹ کے ذریعے نہیں گیا اور بجٹ میں allocateنہیں ہوا تو پھر تو ٹھیک ہے حساب نہیں لیا جاسکتا لیکن اگر اس طرح نہیں ہے تو پھر کیا حساب نہیں لیا جائے گا؟

جناب والا! میری گزارش ہے کہ میرے خیال میں، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں مجھے یہ بھی پتا نہیں ہے کہ یہ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے کہ نہیں۔ اس پر میرے خیال میں اعتزاز احسن بہتر بتاسکیں گے لیکن ایک دفعہ یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اس پارلیمان کا کیا رول ہے۔ کوئی لڑائی نہیں ہے کہ کوئی ادارہ دوسرے سے بڑا ہے یا دوسرے سے چھوٹا ہے۔ سب برابر ہیں اور ہر ادارے نے اپنی حدود میں رہ کر کام کرنا ہے تو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ کسی ایک ادارے کی عمارت چار فٹ بلند ہوجانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ دوسرے ادارے سے افضل ہوگیا ہے یا اس پر اس کو فوقیت حاصل ہوگئی ہے۔ میرا بنیادی سوال وہی ہے جس کے لیے ہم نے motionبھی داخل کیا ہے اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ ایک بنیادی مسئلہ حل کر دیں جواب طلب کہ جو ہمارے ذہنوں میں کھٹک رہا ہے اور جس کا جواب ملنا چاہیے کہ آیا floor of the Houseپر ہمیں immunityحاصل ہے اور جو کچھ ہم floor of the Houseپر کہتے ہیں اس کو تحفظ حاصل ہے؟ دوسرا یہ کہ یہ پارلیمان سپریم ہے کہ نہیں ہے۔ یہ دو مسئلے ہیں جس پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور آپ کی rulingچاہتا ہوں۔ جب بھی آپ مناسب سمجھیں تو اس پر rulingدیں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! آج جو بل زیر غور ہے اس کے بارے میں چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ اس بل کو پہلے ایک تاریخی تناظر میں دیکھنا موزوں ہے اور وہ تناظر بنیادی طور پر یہ ہے کہ توہین عدالت کا قانون، ایک زمانہ تھا روایت اور رواج کے

تحت اور رواج سے اخذ کیا جاتا تھا یعنی law common سے اور common law سے جن ممالک نے اس کو اخذ کیا اس میں تنقید کے بارے میں سب سے اہم فیصلہ شاید لارڈ ڈیننگ کا ہے۔ لارڈ ڈیننگ نے ایک فیصلہ جس میں ایک سینئر وکیل کوئنٹن ہاگ جو بعد میں لارڈ ایلشم کے نام سے برطانیہ کے لارڈ چانسلر بھی مقرر ہوئے۔ کوئنٹن ہاگ ایڈوکیٹ نے پنچ میگزین میں ایک تضحیک آمیز مضمون لکھا۔ پنچ اپنے طنز اور مزاح کے حوالے سے انگریزی کا مشہور میگزین ہے اور اپنی نوعیت کا ایک leading رسالہ ہے۔

جاری-------

T14-11JUL2012 UR2 SAIFI TIME 810

سینیٹر اعتزاز احسن: ------ جاری ہے ------ Punch magazine طنز و مزاح کے حوالے سے انگریزی کا مشہور میگزین ہے اور اپنی نوعیت کا leading رسالہ ہے۔ اس کے مضامین میں طنز و مزاح غالب ہوتا ہے۔ کوئنٹن ہاگ نے جو مضمون لکھا تو اٹارنی جنرل آف انگلینڈ نے کوئنٹن ہاگ کے خلاف توہین عدالت کا استغاثہ کر دیا۔ جس میں لارڈ ڈیننی نے اپنے معروف فیصلے میں لکھا کہ ہم جج صاحبان توہین کے ذریعے عدالت کی عزت اور وقار کو بحال رکھنے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ہماری عزت و وقار کہیں اور ہے اس کی بنیاد ہمارے فیصلے ہیں۔ The dignity of the court rests on surer foundations namely our judgments themselves and not on a law of contempt. تو بنیادی طور پر دیکھا جائے توہین عدالت کا قانون ایک حوالے سے بہت سے ممالک میں غیر موثر قانون ہے۔ اگر اس کو ایک اور زاویے سے دیکھا جائے تو اس کی ضرورت اس حوالے سے بنتی ہے کہ کچھ ممالک میں جہاں ریاستی مشینری، جہاں بیوروکریسی اور پولیس طاقتور ہوتے ہیں وہاں عدالت کے فیصلوں کو منوانے کے لیے disobedience of the decisions of the court کو ختم کرنے کے لیے، اس کا انسداد کرنے کے لیے اس کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔

بہر حال، ہمارے ہاں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ کسی حد تک توہین عدالت کے قانون کا اس طرح بھی اطلاق ہوا ہے کہ ایک معاملہ جس میں فرد جرم میں ایک شکایت یا ایک پہلو نہیں تھا۔ ساری شہادت میں وہ پہلو نہیں آیا، بحث میں اس پہلو کا ذکر نہیں ہوا اور تین مرتبہ ملزم کے پیش ہونے کے باوجود ملزم سے ایک سوال تک عدالت نے نہیں کیا اس عنصر سے متعلق اور اس عنصر پر مبنی ملزم کو سزا دے دی گئی اور وہ ridiculing the judiciary تھا۔ نہ چارج میں تھا، نہ شہادت میں تھا، نہ evidence میں تھا، نہ اس پر بحث ہوئی اور نہ ہی ملزم کو اس کے بارے میں آگاہ کیا گیا کہ آپ کو اس پر سزا بھی ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم نے دیکھا ہے کہ عدالتیں بھی کسی حد تک اس قانون کے

اعتبار سے اور اس قانون کے حوالے تجاوز کر جاتی ہیں اور حال ہی کا وہ فیصلہ اور وہ حکم نامہ ایک جج صاحب کا، جنہوں نے ایک صاحب کو اپنی عدالت سے سیدھا ہتھکڑی لگوا کر جیل بھیج دیا کہ تم میری جانب گھور کر دیکھ رہے تھے اور یہ اعلیٰ عدلیہ کے ایک جج صاحب کا فیصلہ ہے۔ اس لیے یہاں کہنا کہ توہین عدالت کا قانون بالکل نہ ہو، یا اس کی ضرورت نہیں ہے، رواج اور روایات کے مطابق British Law کی طرح سے ہمارے ہاں بھی معاملات چلتے رہیں یہ کوئی مناسب نہیں ہوگا۔

جناب والا! توہین عدالت کا قانون کسی حد تک آزادی اظہار کے بنیادی حق سے بھی متصادم ہو جاتا ہے۔ اس آرڈیننس میں بہت سی ایسی شقیں ہیں جس کو آپ ملاحظہ فرمائیں وہی شق (I)3 جس کا ذکر قائد حزب اختلاف کر رہے تھے اس میں (3(ii), 3(iii), 3(iv وغیرہ (3(xi تک جو شقیں ہیں یہ اکثر انتہائی مناسب شقیں ہیں۔ ان میں fair comments on the merits of a decision in good faith and in temperate language رائے کے اظہار کے fundamental right کو تسلیم کرتے ہوئے temperate language یعنی شائستہ زبان میں اگر مناسب تنقید کی جائے تو جج صاحبان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی تضحیک ہوئی ہے یا توہین ہوئی ہے۔ اسی طرح a true averment made in good faith and in temperate language یہ بھی وہی کہ کسی جج کے بارے میں اگر سچ کہا جائے اور کہا بھی شائستہ زبان میں اور مناسب انداز میں کہا جائے تو وہ بھی توہین عدالت نہیں ہوگی۔ لیکن اسی شق میں جس کا ذکر قائد حزب اختلاف نے کیا اور میں اپنے فاضل دوستوں کو عرض کرتا جاؤں کہ وہ قائد حزب اختلاف ہیں، قائد اختلاف نہیں جیسے یہاں ان کا حوالہ دے دیا گیا اور ذکر کیا گیا۔ قائد حزب اختلاف نے جس شق پر بنیادی طور پر اعتراض کیا ہے وہ section 3 کا (i) clause ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ شق بھی یقیناً ایک ایسی بنیاد مہیا کرتی ہے، جو بنیاد سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جب کسی کی جانب سے نظر میں لائی گئی تو اس کی بنیاد Article 199, Article 184, Article 185, Article 248 اور 204 کے منافی قرار دی جائے گی۔ عدالت کو زیادہ دیر نہیں لگے گی اس شق کو آئین کے منافی قرار دیے جانے میں کیونکہ یہ بڑا خصوصی استثناء چند خصوصی شخصیات کے حوالے کی نسبت سے پیدا کرتی ہے۔ یہ خصوصی استثناء Article 204 کے اس لیے متصادم ہوگی کیونکہ Article 204 یہ کہتا ہے any person can commit an offence of contempt اور یہ کہہ رہی ہے، یہ قانون آئین کے متصادم ہے اس شق میں any person کی جگہ some persons shall be immune from contempt اسی طرح section 11 میں ایک proviso ہے جو ذیلی section 3 کا آخری proviso ہے provided further that the

operation of the impugned show cause notice or order shall remain suspended until the final disposal of the matter in the manner herein before provided. یقیناً یہ شق اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ میاں نواز شریف صاحب کے بنائے ہوئے قانون 1998 کے بنائے ہوئے قانون، توہین عدالت کے ترمیمی ایکٹ کے تحت ہو بہو وہاں سے لی گئی ہے لیکن اس وقت بھی اگر یہ سپریم کورٹ میں جاتی تو اس کو آئین کے خلاف ultra vires the constitution قرار دیا جاتا آج بھی امکان ہے کہ اس کو آئین کے خلاف قرار دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ عجلت میں جو بھی قانون بنایا جاتا ہے وہ حقیقت میں حکومت کے لیے نقصان دہ ہی ہوتا ہے۔ عجلت میں بنائے گئے قوانین میں ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ آج یہ ہمیں استثنیٰ دے رہا ہے، آج ہمارے وزیراعظم اور وزراء کو استثنیٰ دے رہا ہے کل جب ہم اپوزیشن میں ہوں گے اور ہم عدالت سے رجوع کریں گے اور عدالت سے مختلف قسم کے، مختلف نوعیت کے فیصلے لے جا کر، حکم ہائے امتناعی order suspending the decisions of Minister, the Prime Minister oppressive to the petitioner ایسے احکامات جن کے خلاف ایک شہری کی صرف عدالت دادرسی کر سکتی ہے، جب ہم عدالتوں کی طرف رجوع کریں گے تو اس وقت کہیں یہ نہ ہو کہ وہ وزراء یا وہ عدالتیں ہمیں کہیں کہ یہ آپ ہی کا بنایا ہوا قانون تھا اب آپ کیا لینے آئے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کی ان پہلوؤں پر، جہاں مجموعی طور پر یہ بڑا اچھا قانون ہے اور عدلیہ کے اختیارات میں توازن لاتا ہے وہاں یہ دو شقیں کم از کم ایسی ہیں جن پر جناب وزیر قانون کو از سر نو غور کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی رفیق رجوانہ صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے۔۔۔۔۔

T15–11JUL2012 UR2 SAIFI TIME 0820

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی رفیق رجوانہ صاحب۔

سینیٹر ملک محمد رفیق رجوانہ: شکریہ جناب چیئرمین! جناب اعتزاز احسن صاحب میرے سینیئر ہیں۔ ان کی مدلل گفتگو تھی انہوں نے بہت اچھی باتیں کی صرف ریکارڈ کی درستی کے لیے انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ، انہوں نے میاں نواز شریف صاحب کے بنائے ہوئے قانون کا حوالہ دیا حالانکہ وہ پارلیمان نے بنایا تھا۔ اب میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں بالکل عجلت میں اس قانون کا ڈرافٹ تیار کیا گیا اور وقتی تقاضے اپنی skin کو بچانے کے لیے پورے کئے گئے۔ جس مقصد کے لیے عدالت نے فیصلہ کیا، جس کی توہین

ہوئی اور اس کے بعد سابق وزیراعظم کو سزا دی گئی، نااہل قرار پائے، میری نظر میں وہ ضد وہیں کھڑی ہے اور اس ضد کی بنا پر اداروں کے درمیان تصادم مزید بڑھایا جارہا ہے۔ میری رائے میں، یہ mala fide legislation ہے، بد نیتی پر مبنی ہے اور اپنے آپ کو ان نتائج سے بچانے کے لیے یہ قانون بنایا جارہا ہے اور اعتزاز احسن صاحب نے ٹھیک کہا کہ آنے والے وقت کو دیکھیئے حکومت چند دنوں کی یا چند ماہ کی مہمان ہے اس کے بعد نئے الیکشن ہونے ہیں۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ چیف الیکشن کمشنر صاحب کی nomination پر consensus تھا، اللہ کرے آگے interim government پر بھی consensus ہو۔ احتیاط کرنی چاہیے، احتراز کرنا چاہیے کہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جائے کہ آنے والا جو interim arrangement ہو election تک اور باقی جو چیزیں ہیں وہ قانون کے مطابق اور آئین کے مطابق ہو جائیں اور مزید تصادم کی کوئی راہ نہ کھلے۔

جناب والا! میں ابھی تھوڑا سا comparison کر رہا تھا اور پھر کہوں گا کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسے اقدامات ہوئے، جیسے آج عجلت میں یہ قانون آیا، میں تو اسے انتہائی افسوس ناک کہوں گا کہ قانون بنایا جارہا ہے اور اس پر بحث کے لیے چند لمحات دیئے جارہے ہیں۔ غور و خوض کا وقت ہی نہیں ملا اور rules suspend ہوگئے، جناب کی ruling ہمارے احتجاج اور ہمارے اعتراض کے باوجود کیونکہ اب اس پر بحث تو ہو گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اس بل کو نہیں لانا چاہیے تھا، نہ ہی اس پر proceed کرنا چاہیے۔ ابھی ہمارے ایک فاضل ممبر، انتہائی احترام کے ساتھ، پارلیمنٹ کی بالادستی پر گفتگو کر رہے تھے، پارلیمنٹ کی بالادستی ہے، بالکل ہے اپنے ایک sphere میں رہتے ہوئے۔ Legislation کرتی ہے، آئین بنا ہوا ہے، عدالتیں اپنے ایک sphere میں رہتی ہیں۔ ابھی میں ایک provision پڑھ رہا تھا اس نئے ایکٹ میں، یہ جو contempt of court section 3 میں define کی گئی ہے۔ اس کی clause 1 پر تو سیر حاصل بحث ہو گئی ہے کہ 248 کا سہارا لیتے ہوئے اصل میں mala fide legislation کس لیے کی جارہی ہے، حالات سب کو پتا ہیں اس پر زیادہ comments کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اگر 3 sub clause کو آپ پہلے پڑھیں contempt of court کا جو پہلا قانون ہے، آرڈیننس 2003 جس کو اب repeal کیا جارہا ہے اس میں section 10 ہے اور اس میں fair comments کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ fair comments on the merits of decision of a court made after the pendency of the proceeding in good faith and temperate language. ایک proviso جو پرانے قانون میں تھی وہ یہاں سے اڑا دی گئی ہے۔ اس کو میں پڑھوں گا اور دیکھیئے گا کہ کس نیت پر، میں اسے mala fide کہوں گا کہ کس mala fide کی بنیاد پر proviso

کی clause نکال دی گئی ہے۔ پرانے قانون کے 10 section میں fair comments ہیں۔ پہلا پیرا تو وہی ہے جو اس میں ہے آگے لکھا ہوا تھا provided that it is phrased in temperate language and the integrity and impartiality of a judge is not impugned. اب اس لائن کے نکالنے سے آپ فاضل جج صاحب کی integrity اور اس کی impartiality کے بارے میں یہ contempt of court کی تعریف سے نکل گئی۔ آپ اس کی impartiality کو integrity کے بارے میں جو مرضی حشر کریں، پرانے قانون سے یہ لائن نکالنا درست نہیں ہے۔ بنیادی طور پر تو ہم اس کے خلاف ہیں کہ یہ قانون نہیں ہونا چاہیے بہرحال discussion چل رہی ہے۔ یہ بد نیتی پر مبنی ہے کہ جج کے بارے میں آپ جو چاہیں کہتے رہیں۔

جناب والا! اس کے بعد اس میں لکھا ہوا ہے revision, appeal and review کی pendency تک۔ سوال یہ ہے اور میں نے پڑھا ہے کہ قانون میں ایک اپیل کی گنجائش revision کی گنجائش ہے ممکن ہے جلدی میں جو کچھ پڑھ سکا there is no provision of revision in the Contempt of Court Act, not proposed in this اب گزارش یہ ہے کہ پاکستان ایسے نازک وقت سے گزر رہا ہے، بد قسمتی سے لوگ بہتر مستقبل پر آسرا کرتے ہیں اور ہمیں ماضی بہتر لگتا تھا اور حال ابتر ہے جو کچھ ملک کا حال کر دیا گیا۔ جن جن آدمیوں کو آرٹیکل 248 میں immunity دی گئی ہے۔ اس میں ایک concept بہت پرانا ہے ہمیں استادوں نے بتایا کہ اس کے پیچھے concept تھا کہ that king can do no wrong. بادشاہ وقت سے تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ غلطی کرے گا۔ یہاں پر احتیاط سے گفتگو کرتا ہوں جتنے سکینڈل سامنے آئے، جتنی کرپشن سامنے آئی ان کیسز میں انہی عہدوں پر براجمان لوگوں پر الزام ہے جن کو اس contempt of court میں immunity دی جا رہی ہے۔ اپنے ماحول کا جائزہ لیجیئے، اپنے حالات کا جائزہ لیجیئے، ان بندوں کا کردار دیکھیے جن کے دامن پر داغ ہے، یا الزام ہے، چلو جب عدالت سے فیصلے ہوں گے، کچھ فیصلے ہوگئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں in the given situation such an immunity given in the Constitution should not be given as a protection for a contemner that he is absolved from contempt of court whatsoever he wants to do. تو براہ مہربانی میری یہ گزارش ہوگی کہ وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے، بڑی بڑی صدائیں کل بھی اسمبلی میں بلند ہوئیں کہ شاید نظام کا یہ ہو رہا ہے، پتا نہیں کیا ہو جائے گا، تصادم سے احتراز کرنا چاہیے۔ Political restraint, judicial restraint بالکل ہونے چاہیے، انہی الفاظ کے ساتھ میں conclude کروں گا کہ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اپیل کریں گے، ہم

گزارش کریں گے کہ احتجاج اپنی جگہ پر، فاضل دوستوں کی رائے کو وزن دیتے ہوئے آپ اس بل کو واپس لیں اور آرام و سکون سے آنے والے وقت کے لیے مل کر چلیں۔ Interim Government جب بنے گی، بنے گی، چیف الیکشن کمیشنر صاحب تعینات ہوگئے۔ یہ بات اخباروں میں بھی تھی کہ اتنے بڑے سینیئر آدمی نے بھی کہا کہ ایسے بل کو سمجھنے کے لیے چار فخر الدین چاہیئیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب میاں رضا ربانی صاحب۔۔۔۔ جاری۔۔۔۔۔۔

T16-11July2012 Rauf/Sial Ed/ 8-30/UR10

جناب چیئرمین: جناب میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقعہ دیا اس بل پر گفتگو کرنے کے لیے، لیکن اس سے پہلے کہ میں اس بل پر گفتگو کروں میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ جو بھی اختلاف رائے ہو وہ میں پارٹی کے platform پر اور پارٹی کے اندر کروں اور اس کو منظر عام پر نہ لایا جائے۔ کیونکہ یہی ایک disciplined party کا اور ایک disciplined political worker کا کردار ہونا چاہیے لیکن بحیثیت مجبوری آج کہنا پڑرہا ہے کیونکہ اس بل کی drafting سے پہلے یا بعد، مشاورت یا اپنے views دینے کا موقعہ نہیں ملا لہذا floor of the House مجھے استعمال کرنا پڑرہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں ابتدا وہاں سے کروں گا جہاں پر میں نے کل ایک point of order پر بات کو چھوڑا تھا اور وہ یہ ہے کہ موجودہ ملک اور وفاق کے جو حالات ہیں، چاہے وہ اندرونی، چاہے وہ بیرونی، چاہے وہ نیشنل سکیورٹی کی situation ہو، چاہے وہ economic situation ہو، ملک کے حالات اس وقت یہ تقاضا کرتے ہیں کہ وفاق کے اندر ہم آہنگی ہو اور وفاق کے اندر stability ہو اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی سیاسی قوتوں نے اور پاکستان کی پارلیمان نے بارہا اور چیف الیکشن کمیشن کا تقرر اس سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اپنی maturity show کی ہے۔ میں ابھی بھی سمجھتا ہوں کہ maturity show کرنے کا وقت ہے اور دونوں political and judicial restrain دکھانے کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے بھی اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم کے وقت یہ بات سامنے آئی تھی اور دونوں اداروں نے نہایت maturity show کی اور maturity کو show کرتے ہوئے انہوں نے اس crisis کو عبور کیا۔ جناب اعتزاز صاحب نے جو بات کہی ہے وہ درست ہے کہ contempt of court کا جو قانون ہے اس کی origin جب 1765 کی ایک judgment سے ہوتی ہے اور پھر privy council نے 1899 میں یہ فیصلہ کیا کہ scandalization کی شق کی ضرورت اب

برطانیہ میں نہیں ہے لیکن دیگر colonies میں اس کی ضرورت موجود ہے اور پھر 1926 میں انڈیا کے اندر غالباً پہلا Contempt of Court Act معرض وجود میں آیا۔ یہ بھی درست ہے کہ دیگر ممالک میں آج اس پر review ہو رہا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی سوسائٹی اور ہماری سوسائٹی کے اندر ایک بنیادی فرق ہے اور اس میں یہ ہے کہ وہاں پر there is a respect for the rule of law اور اس respect of rule of law کے تحت تمام ادارے اور تمام اہلکار عدالتوں کے حکم کو مانتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہمارے ہاں

Mr. Chairman, that is not the position. The enforcement of the judgments of court is not implemented because of a fear of the rule of law but it is out of the fear of the contempt of court.

اگر یہ بھی ختم کر دیا جائے تو executive unbridled ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات غلط نہیں ہو گی اگر یہ کہا جائے کہ then there would be the tyranny of the executive. اور جب ہم قانون بناتے ہیں تو ہمیں اس بات کو نہیں بھولنا چاہیے کہ آج ہم اقتدار کے اندر ہیں۔ اب جمہوری عمل ہے اور جمہوریت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ہو سکتا ہے کہ کل ہم اپوزیشن کی benches پر بیٹھے ہوئے ہوں اور اس وقت یہ قانون ہمارے آڑے آئے گا جیسے ماضی میں بہت سے قوانین ہمارے آڑے آئے۔ جہاں تک اس Act کا یا بل کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر بہت سی ایسی شقیں ہیں جو پرانے Act سے اس کے اندر سموئی گئی ہیں لیکن اس میں definition کی clause جو ہے اس کو اکثر تبدیل کر دیا گیا ہے اور جو تین مختلف contempts دیئے گئے تھے یعنی civil contempt, criminal contempt and judicial contempt ان کو ختم کر دیا گیا ہے اور سب کو ایک جگہ amalgamate or merge کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں آپ کے توسط سے clause-1 of the proviso of section-III کی طرف آپ کو لے کر جانا چاہتا ہوں۔ گو کہ اس کے اوپر بہت بحث ہو چکی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اور وہ پہلے آپ کے سامنے پڑھی گئی ہیں۔ لہذا I will not consume the time of the House in my re-reading Article 248(10 لیکن یہ بات بھی abundantly clear ہے کہ that the immunity given in 248(1) cannot be brought down. یہ بات بھی بالکل

clear ہے کہ immunity provided in Article 241, 248(1) in the Constitution cannot be transposed by a law. یعنی جو 248 immunity کے تحت نہیں ہے اس کو اگر آپ ایک قانون کے ذریعے سے دینے کی کوشش کریں گے تو وہ ممکن نہیں ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب یہ مسئلہ عدالتوں کے سامنے جائے گا تو یہ Articles 248(1), 204, 109, 199 and 25 کے تحت ان کے touchstone کے اوپر اس کو پرکھا جائے گا اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ کورٹس جو ہیں اس کو set aside کر دیں گی۔

آگے---یو--ے ا--

Azhar/Sial/Rauf–Ed. ur1 t17–11jul2012

سینیٹر میاں رضا ربانی: (جاری) اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ courts اسے set aside کر دیں گی۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ it would not be wise کہ اس کو اس صورت میں pursue کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I have not been irrelevant

چونکہ آپ کو تھوڑی سی عجلت بھی ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی عجلت نہیں ہے۔ جناب! آپ فرمائیں۔

I thought that you are going to conclude it now. You may proceed.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, similarly, I think, Section 11 of the Bill which deals with appeals, an automatic stay and deals with various provisions for appeal against interlocutory orders and provides 30 days and 60 days would also come under scrutiny and would also be struck down. Finally, Section 12 of the Bill which relates to make rules and it says that "the Federal Government may make rules not inconsistence with the provisions of this Act providing for any matter relating to its procedure."

Now I go back to the Preamble of the Bill which says that "whereas it is expedient to repeal and re–enact a law of contempt in exercise of the powers conferred

by clause 3 of Article 204 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan...” If my memory serves me correct then Article 204 of the Constitution provides that the rules are to be framed by the court. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ جیسا کہ میرے ساتھی جناب اعظم خان سے شاہ صاحب نے کہا کہ ہم نے ایک resolution آپ کی خدمت میں jointly پوری پارٹی کی طرف سے پیش کی ہے وہ کل ہم نے داخل کرائی تھی کہ آپ یہ رولنگ دیں کہ پارلیمنٹ سپریم ہے ایک اور جو کچھ ہم یہاں کہتے ہیں، آیا اس کو کوئی استثنیٰ کوئی اور immunity حاصل ہے؟ ایسا نہیں کہ جو کچھ ہم یہاں کہیں، اس پر ہم contempt میں آجائیں۔ میرے پاس تو سو روپے بھی نہیں ہیں کہ میں اعتزاز صاحب کو دوں۔ میں نے ربانی صاحب سے بات کی کہ پچاس روپے پر آپ میرا کیس لڑیں تو میں آپ کی خدمت میں پچاس روپے پیش کروں گا کیونکہ میرے پاس تو بابر اعوان کی طرح لاکھوں روپے لے کر لڑنے والے وکیل نہیں ہیں اور سپریم کورٹ میں جانے کے لیے Advocate or Attorney بھی دو چار لاکھ روپے مانگتا ہے۔ یہ ہمارے لیے انصاف اتنا مہنگا ہے۔ بہرحال جناب چیئرمین! اس Bill کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کہتے ہیں کہ جلدی میں آئی ہے لیکن ۲۰۰۸ء کو یہ مسئلہ petition کی صورت میں سپریم کورٹ کی خدمت میں پیش ہوا تھا کہ ۲۰۰۳ء والا contempt کا Ordinance جو بعد میں lapse ہو گیا تھا اور پھر ۲۰۰۴ء والا آیا۔ کون سا ایکٹ اس وقت ہے۔ سولہ ججوں کا بینچ تھا۔ فیصلہ محفوظ کر لیا گیا۔ جیسے کہ اٹھارھویں ترمیم کا فیصلہ بھی پتا نہیں کہاں ہے۔ اگر وہ فیصلہ محفوظ نہ ہوتا اور وہ فیصلہ آجاتا تو پھر اس Bill کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا پارلیمنٹ سپریم ہے؟ میں اس پر بات کروں گا۔ میرے ساتھیوں نے بھی کی کیونکہ اس Bill کی شقوں پر قانونی بحث تو یقیناً وہ کرتے ہیں جن کے پاس ڈگریاں ہوں۔ میرے پاس تو کوئی جعلی ڈگری بھی نہیں ہے کہ میں اپنے آپ کو کہلاؤں کہ میں Barrister ہوں یا کسی ایسی یونیورسٹی سے میں نے کچھ حاصل کیا ہو، جس کا نام پتا بھی ہمیں معلوم نہ ہو۔ جناب چیئرمین! میں کچھ اخبارات، کچھ معاصر کے لکھے ہوئے کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں کہ مسئلہ کیا ہے۔ چیف جسٹس صاحب کے ایک انگریزی معاصر کا ترجمہ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار محمد چوہدری صاحب کا ایک حالیہ بیان ہے۔ اس میں کافی بات چیت ہوئی کہ پارلیمنٹ سپریم نہیں ہے۔ انہوں نے لکھا کہ چیف جسٹس صاحب تو پوری سپریم

کورٹ کے ترجمان نہیں ہوتے۔ چیف جسٹس صرف انتظامی امور میں سپریم کورٹ کے نگران ہوتے ہیں اور باقی ان کی حیثیت باقی ججوں کے برابر ہوتی ہے۔ ان کے فیصلے کی اتنی ہی حیثیت ہوتی ہے جتنی دوسرے ججوں کی ہے تو پھر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس عدالت سے باہر اس قسم کی تقاریر کیوں کر رہے ہیں؟ اور پوری سپریم کورٹ کی جانب سے کہتے ہیں کہ دیکھا، ہم نے ایک وزیر اعظم کو گھر نہیں بھجوا دیا۔ اگر یہ contempt نہیں ہے تو یہ تو contempt ہے کہ سپریم کورٹ کے حق میں جلوس نکل رہے ہیں۔ جن لوگوں نے کل جا کر سپریم کورٹ میں ان کے سامنے مقدمے لڑنے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے جانثار۔ کیا یہ contempt نہیں ہے؟ عدالتوں میں ایک ایک دن کی ہڑتال کرتے ہیں۔ کیا یہ contempt نہیں ہے؟ پھر ان ججوں کے پاس جا کر اعتزاز صاحب کی طرح یہ تو نہیں کہیں گے کہ میں نے مقدمہ نہیں لڑنا بلکہ وہ کہیں گے کہ اب تو ضرور مقدمہ لڑنا ہے۔ لاؤ میرے پاس تو contempt کیا ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! ایک اور صاحب نے لکھا اور وہ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ پاکستان میں اقتدار اعلیٰ عاشق کے گریبان کی طرح ہو گیا ہے کہ تار تار ہو چکا ہے۔ ریاستی مشینری non-functional تو نہیں لیکن half or fourth non-functional ہو گئی ہے۔ شاید ان حکومتوں کے ذمے دار لوگ میری بات سے اتفاق نہ کریں لیکن وفاقی حکومت تو ہر طرح بے دست و پا نظر آ رہی ہے۔ پارلیمنٹ کی خود مختاری کا معاملہ قصہ پارینہ ہو گیا ہے۔ جس ملک میں پارلیمنٹ دو تہائی کی اکثریت سے آئینی ترمیم نہ کر سکے، سپریم کورٹ کے حکم پر پارلیمنٹ کو نظر ثانی کرنی پڑتی ہے۔ انیسویں ترمیم پر ہمیں فخر نہیں ہے جناب رضا ربانی صاحب! وہ جبر کے تحت کی گئی ہے۔ میں اس کمیٹی کا ممبر تھا اور میں نے مخالفت کی تھی۔ وہ compromise ہوا ہے جبر کے تحت۔ اٹھارھویں ترمیم پر مجھے فخر ہے لیکن انیسویں ترمیم جبر کے تحت تھی اور آپ جناب اس کی ایک کمیٹی کے چیئرمین تھے ججوں کے حوالے سے۔ آپ کی کمیٹی کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا گیا اور کہا گیا کہ آپ آ کر اپنا فیصلے کو explain کریں۔ جناب چیئرمین! اب پارلیمنٹ کی sovereignty کہاں رہی کہ وزیر اعظم سے ہٹا دیا جاتا ہے کہ جناب آپ نے ہمارا فلاں حکم نہیں مانا جب کہ وزیر اعظم کا یہ stand تھا کہ میں آئین کی پابندی کرتا ہوں اور آئین کے تحت میرے ضمیر نے مجھے اجازت نہیں دی کہ میں وہ کام کروں۔ کیا یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ آئین کے کسی آرٹیکل یا سب آرٹیکل پر ایک dispute ہے۔ ایک بحث طلب مسئلہ ہے لیکن آپ اس کو نکال دیتے ہیں، گھر بھجوا دیتے ہیں۔ تمام پارلیمنٹ کا منتخب، اٹھارہ کروڑ عوام کی نمائندہ پارلیمنٹ ہے۔ ایک منٹ میں اس کو ختم کر دیا گیا۔ South Asia Free Media Association کے جنرل سیکرٹری نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے، بلاشبہ پریشان کن ہے لیکن جو کچھ ہونے کی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں، وہ اس

سے بھی پریشان کن ہے۔ خالق و مخلوق کا بڑا ذکر ہو رہا ہے کہ پارلیمنٹ خالق ہے، آئین مخلوق ہے لیکن مخلوق آئین سے زیادہ طاقت ور ہے۔ ہماری حیثیت مسلمانوں کی ہے۔ یہاں ہمارے ہندو بھائی بھی بیٹھے ہیں، سکھ بھائی بھی بیٹھے ہیں۔ انڈو ایرانین جو ایرین مذہب ہے اور اسلام میں ایک بنیادی فرق ہے۔(جاری)

T18-11JUL12 ZAFAR/Ed.Mubashir UR6 850 PM

حاجی عدیل۔۔۔۔ Aryan مذہب اور اسلام میں ایک بنیادی فرق ہے۔ Indo-Iranian Aryan مذہب میں ہندوازم اور اس سے پہلے کے مذاہب میں تین مورتی ''براہما'' ''وشنو'' ''شیو'' کا تصور ہے۔ اگر آپ Hindu mythology میں جائیں، ہندو religion پڑھیں تو پتا چلے گا کہ *Brahma* is a creator, *Vishnu* is protector and *Shiva* is destroyer. پورے برصغیر میں آپ کو براہما کا ایک مندر ملے گا، وشنو کے بہت سے مندر ہیں لیکن destroyer شیو کے بے شمار مندر ہیں، وشنو سے بھی زیادہ ہیں۔ کیوں؟ براہما کا ایک کیوں ہے؟ Creator کا ایک مندر اس لیے ہے کہ ہندو مذہب یہ کہتا ہے کہ *Brahma* creation کے بعد آرام سے بیٹھ گئے، ان کا کوئی کام نہیں ہے، وہ صرف دیکھ رہے ہیں۔ *Vishnu* protect کرتا ہے، بارش برساتا ہے، زراعت کو protection دیتا ہے، خوراک دیتا ہے اور جب *Shiva* آتا ہے تو destroy کر دیتا ہے۔ اسلام کیا کہتا ہے؟ اسلام کہتا ہے کہ creator بالحق، بالذات ہے، قائم ہے، ہمیشہ تھا، ہمیشہ اور ہر وقت رہے گا، وہ ہماری نس، نس اور ہماری ایک ایک حرکت سے واقف ہے۔ اسلام کے creator اللہ تعالیٰ، خدا نے نہ چھ، سات دن کے بعد آرام کیا، جیسا کہ انجیل میں ہے بلکہ وہ موجود ہے، موجود بالذات ہے، قائم ہے، وہ ہمارے ہر عمل کو دیکھتا ہے۔ ایک چیونٹی، ایک virus کی حرکت کو بھی جانتا ہے اور یہ ہمارا ایمان ہے۔

جناب چیئرمین! بحیثیت مسلمان میں سمجھتا ہوں کہ creator supreme ہے۔ ہمارے آئین میں لکھا ہے کہ supreme اللہ کی ذات، اس کے احکامات، شریعت اور سنت ہے لیکن ان سارے معاملات کا عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے پارلیمنٹ فیصلہ کرے گی۔ میرے نزدیک parliament creator ہے۔ آئین مخلوق ہے اور اس مخلوق کی تخلیق کرتے ہوئے parliament نے کچھ ادارے judiciary, bureaucracy فوج، شریعت کورٹ، Election Commission of Pakistan وغیرہ بنا دیے کہ اس ادارے نے یہ، یہ کرنا ہے۔ جناب والا! بحیثیت مسلمان میرا ایمان ہے کہ خالق، بنانے والا supreme ہے باقی سب مخلوق ہیں، سب اس سے junior ہیں چاہے جتنے بھی نیک ہیں، وہ ادارے نوری ہیں، خاکی ہیں یا ناری ہیں۔ ہماری bureaucracy کی تین قسمیں ہیں،

کوئی نوری ہے، کوئی خاکی ہے، کوئی ناری ہے۔ نوری کہتا ہے کہ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ، خاکی کہتا ہے کہ میری طرف نہ آنا اور جو بیچارے ناری ہیں، ہم ان پر چڑھ جاتے ہیں اور کبھی وہ ہم پر چڑھ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ اگر پاکستان کی تاریخ دیکھیں تو ہمیں کہتے ہیں کہ آپ نے فیصلہ نہیں مانا، بالکل نہیں مانا۔ ہم نے قبول نہیں کیا، ہم اس فیصلے سے راضی نہیں ہیں لیکن ہم نے اس پر عملدرامد کروا دیا ہے۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہم اس پر عمل نہیں کریں گے، آپ نے بتیس سیکنڈ کی سزا دی، وزیر اعظم چھوڑ کر چلے گئے۔ جناب! یہ آج نہیں ہوا، Justice Munir نے مولوی تمیز الدین کے ساتھ کیا کیا؟ اس وقت Supreme Court نہیں Federal Court تھی، بعد میں Justice Munir نے اپنی کتاب میں لکھا کہ میں نے غلط فیصلہ کیا تھا۔ جناب چیئرمین! ہم نے تو Supreme Court کے جرنیلوں کے حق میں دیے ہوئے فیصلے بھی مانے وہ چاہے ایوب خان، یحییٰ خان، ضیا الحق یا مشرف کے حق میں تھے۔ یہاں تک کہ Supreme Court نے کہا کہ آپ آئین میں جو کچھ چاہتے ہو، جتنی تبدیلی چاہتے ہو کر لو، تمہیں اجازت ہے، تم parliament بھی ہو، ہم نے وہ فیصلے مان لیے اور ان پر عملدرامد بھی کیا۔ جناب! ہم نے judicial murders کو بھی تسلیم کیا اور political judicial murder جو National Awami Party کو پھانسی پر چڑھایا گیا، ہم نے وہ بھی تسلیم کیا۔ ہم نے تو Kangaroo Courts کو بھی تسلیم کیا، لوگوں نے کوڑے کھائے، پھانسی بھی چڑھے۔ ہمارے ساتھی لاہور کے شاہی قلعے میں شہید کر دیے گئے۔ ہمارے ساتھیوں کو کوڑوں کی سزائیں ہوئیں، ہم نے تسلیم کیا۔ ایوب خان کے زمانے میں میری پارٹی کے لوگوں کو پچیس، پچیس سال قید کی سزا دی گئی۔ اجمل خٹک کو مچھ جیل بھجوا دیا گیا۔ ہمارے گھر ضبط کر لیے گئے۔ خان عبدالولی خان، ارباب سکندر کے گھر ضبط کر لیے گئے۔ ہم نے دل سے نہیں مانا، بزنجو صاحب بیٹھے ہیں، ان کے ساتھ کیا ہوا تھا لیکن تسلیم تو کرنا پڑا کہ آپ کا جو جی چاہے کریں، آپ بااختیار لوگ ہیں، ہمارا دل تو نہیں چاہتا، ہم تسلیم نہیں کرتے۔ آج بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ فیصلے کریں، ہم ان پر عملدرامد کرا دیں لیکن ہمارے دل آپ کا فیصلہ قبول نہیں کریں گے۔ وقت اور تاریخ فیصلہ کرے گی کہ کون صحیح تھا اور کون غلط۔

جناب چیئرمین! TV channels پر جب ہماری بحث ہوتی ہے اور ہمارے opposition کے ساتھی جس شخصیت خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کا ذکر کرتے ہیں، وہ ہمارے لیے بھی بہت محترم ہیں کہ جب آپؓ قاضی کی عدالت میں طلب کیے گئے تو تشریف لے گئے، ہم نے بھی ان کے نقش قدم پر اپنے وزیر اعظم کو بھیجا لیکن جناب چیئرمین! اس قاضی نے تو حضرت عمر فاروقؓ سے دو پلاٹ

نہیں مانگے تھے۔ ہمارے قاضیوں نے تو پلاٹ بھی مانگے تھے، پہلا اور دوسرا جا کر منتخب کیا تھا کہ کہاں کہاں پر ملے۔ایسے بھی قاضی ہیں، ہمارے ایک ساتھی موجود نہیں ہیں، ان کو ایک جرنیل کے پاس لے گئے کہ میں بڑا اچھا قاضی ہوں، مجھے فلاں post دے دیجیے۔

جناب چیئرمین! جب بیٹے کا مسئلہ آیا تو حضرت عمرؓ نے خود سزا دی اور یہ کہا کہ سزا پر کوئی سرکاری افسر عملدرامد نہیں کرے گا، ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ رعایت کر دے۔ میں خود کوڑے ماروں گا اور اتنے زور سے کوڑے مارے کہ وہ بیچارا مر گیا، شہید ہو گیا، قتل ہو گیا۔ آپ افسروں سے کہتے ہیں کہ میرے بیٹے کے متعلق فیصلہ کرو اور افسر جو داغدار ہیں، ان میں کہیں نہ کہیں کوئی کمزوری ہے، ان کی کیا جرات کہ ملک کے Chief Justice کے بیٹے کے خلاف کوئی فیصلہ کریں۔ خود کرتے تو ہم مانتے، خود سزا دیتے تو ہم مانتے، خود کوڑے مارتے تو ہم کہتے کہ واہ! ہمیں حضرت عمرؓ کا زمانہ یاد آگیا۔ قرآن سامنے رکھ بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے، ہمیں عمل چاہیے۔

جناب چیئرمین! خلیل جبران کی بات کی جا رہی ہے۔ ہم نے Prophet اور دوسری کتابیں پڑھیں، خلیل جبران صرف وہ بات کہہ گیا جو آپ نے دو لائنوں میں لکھ دی؟ خلیل جبران انصاف کے متعلق بڑی بات کہہ چکا ہے۔ میں خلیل جبران کا چاہنے والا ہوں۔ میں نے اپنے چھوٹے بیٹے جو مجھ سے جوانی میں جدا ہو گیا، اس کا نام جبران اور بڑے بیٹے کا نام عدنان رکھا کیونکہ عدنان بیندریس کو جو جمہوریت کی نشانی تھی، ترکی میں فوج نے پھانسی چڑھایا تھا، آپ خلیل جبران کا ذکر کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! LFO, PCO کے تحت حلف اٹھانے والے آج بھی ہماری Courts میں نظر آتے ہیں۔ جن لوگوں نے آئین، جمہوریت کے خلاف dictator کے دیے ہوئے آئین اور oath پر حلف اٹھایا، کیا ان کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ کہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی، معاف کر دیجیے؟ میری غلطی تو معاف نہیں کرتے، مجھے کہتے ہیں کہ آپ نااہل ہیں، آپ وزیراعظم نہیں بن سکتے، گھر جائیے، پانچ سال تک آپ election نہیں لڑ سکتے۔ جبکہ میری غلطی آئین سے دانشورانہ اختلاف ہے لیکن جناب چیئرمین! انھوں نے خود جو غلطی کی-----جاری----

T20-11JUL2012---ASHFAQ/ED.RAUF---UR5---9.00PM

جاری-------سینیٹر حاجی محمد عدیل----

جناب چیئرمین! انھوں نے خود جو غلطی کی اور قوم کے ساتھ مارشل لامیں جو زیادتیاں ہوئی ہیں، ان کو اس کی سزا کون دے گا؟ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے مل کر Charter of Democracy کا ایک فیصلہ کیا ہے، کل جناب کائرہ صاحب کہہ رہے تھے، ہم نے 90% پورا کیا۔ اس میں ایک federal court and constitutional court تھی جس کے لیے میں اٹھارہویں ترمیم میں لڑتا رہا، مسلم لیگ نے میرا ساتھ نہیں دیا اور آپ نے ہمیشہ کی طرح مسلم لیگ کی بات مانی جیسے ابھی بھی آپ نے election commission کے حوالے سے مانی

ہے، اگر ایک constitutional court بن جاتی اور تمام صوبوں کی equal نمائندگی ہوتی اور ایک federation کا نمائندہ ہوتا، خدا کی قسم یہ سارے مسئلے حل ہوتے اور ہمیں اس bill کو پیش کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑتی۔ جناب چیئرمین! مجھے پتا نہیں ہے کہ میرا کیا حشر ہونے والا ہے کیونکہ میں ایک دن حکومت کے خلاف بولتا ہوں اور میں دوسرے دن judiciary کی بات کرتا ہوں، تیسرے دن خاکیوں کی بات کرتا ہوں لیکن میں یہی کہوں گا کہ،

نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن

جہاں چلی ہے رسم کوئی سر اٹھا کے نہ چلے

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ کا شکریہ۔ جناب مشاہد حسین سید صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہاں پر بڑی اچھی سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ I am very grateful that you are giving the opportunity because this is very important issue on which you should take positions which reflect the national interest of the country above party lines. میں اپنے بھائی اعتزاز احسن صاحب اور میاں رضا ربانی صاحب کی بات کو endorse کرتا ہوں۔ میں صرف تین short points کی بات کروں گا۔ I think, we should learn from our history when you have person's specific legislation and a legislation in a hurry which is not based on principles, the consequence are bad, let us learn from our history. انہوں نے ابھی خان ولی خان صاحب کی بات کی، آپ کو یاد ہے کہ جب ان کے خلاف 75 میں مقدمہ ہوا، قانون سازی ہوئی کہ کوئی قیدی foreign lawyer hire نہیں کر سکتا، So, there was a military coup and that law applied to Mr. Bhutto, similarly, there was a legislation in the past against terrorism; it has always been applied against politicians never against terrorists. اس لیے حکومت کو بھی چاہیے کہ تاریخ سے سبق سیکھے، نظریہ ضرورت کے تحت legislation نہ کرے، اتنی جلدی اور عجلت میں legislation نہ کرے۔ اس سے کچھ نہیں ہوگا، tomorrow no heavens will fall, it is a political process and persons specific legislation never works. We should try to have legislation that is above party lines and then this side is on

that side and that side is on this side, the legislation can stand on its own merit, not to preserve or protect any individual or person or office, this is No.1.

Sir, secondly, on the issue of contempt of court,

جناب! پاکستان میں rule of law نہیں ہے، قانون صرف لاوارثوں کے لیے ہے، for the rich and powerful there is absolutely no law, they are above the law. ہمیں اس حوالے سے contempt of court law کی ضرورت ہے، it should be there but it should also not be that wide ranging, that broad, that arbitrate. جیسے میرے بھائی اعتزاز احسن صاحب نے بتایا ہے، اب تو انتہا ہو گئی، if somebody is staring at the judge, he is held for contempt, this has never happened before, contempt has been linked with words or actions not with body language کہ آپ نے میری طرف گھور کر کیوں دیکھا، ایسے action سے تکبر کی بو آتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رضا ربانی صاحب نے about political and judicial restraint کی بات کی ہے that is extremely important and that should be there.

Mr. Chairman, the third element, I would like to say that we are going through a political evolution.

پاکستان میں اس political evolution میں multiple power sectors آگئے ہیں، پہلی مرتبہ نئے اداروں کا role بن رہا ہے، پہلے صرف one window تھا، military establishment تھی یا political establishment تھی، اب پارلیمنٹ کا بڑا role ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جو سلالہ کا American issue تھا، پارلیمنٹ نے کتنا کلیدی کردار ادا کیا، کتنا کلیدی کردار Parliamentary Committee and National Security Council نے ادا کیا، policy بنائی اور وہ implement بھی ہوئی اور ہم اس میں ultimately کامیاب بھی ہوئے۔ اب independent judiciary بھی ہے، vibrant civil society بھی ہے، اس حوالے سے we should avoid any kind of confrontation with any institution. آپ دو اداروں سے confrontation کریں، judiciary or media سے confrontation کریں، this is unviable war, this should not be done and I also feel کہ جو restrain ہے، it should be on both sides, judiciary کو تھوڑا سا چاہیے کہ ایک system کو آگے

this also seems to be in a hurry and the Government also seems to be in a hurry چلنے دیں، but I would advise my friends in the Parliament and in the Government that we have to move forward and avoid any kind of confrontation and avoid any kind of law making that is persons specific rather than based on principles. I think, we have had good democratic debate and let me tell Mr. Chairman, tomorrow no heavens will fall. ایک legal process ہے، وہ چلے گا اور اس میں اعتزاز صاحب نے ٹھیک بات کی ہے کہ جو جائز تنقید ہے، کوئی holly cows نہیں ہیں، we have moved on, nobody can consider themselves to be a holy cow above and beyond any kind of critique. شائستہ تنقید، genuine تنقید ہونی چاہیے، اگر خاکی کی ہو سکتی ہے، President کی ہو سکتی ہے، judiciary بھی کوئی حرف آخر نہیں ہے، کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے، اس پر بات ہونی چاہیے کیونکہ we are not living in colonial times, we are living in a democratic age where it is open, transparent society. So, we all have to move forward but یہ نظریہ ضرورت Supreme Court نے دفن کر دیا ہے، ہم وہ پارلیمنٹ میں نہ لائیں اور قانون سازی میں نہ لائیں کیونکہ اس کے نتائج تاریخ ثابت کرتی ہے، وہ ملک اور جمہوریت کے لیے برے ہوں گے۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: حاصل خان بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! میں پہلے اپنے Leader of the Opposition کی باتوں سے agree کرتا ہوں. and it is good thing اعتزاز صاحب، رضا ربانی صاحب اور تقریباً مشاہد حسین صاحب نے بھی کسی حد تک اس بات سے agree کیا جو Leader of the Opposition نے اپنی شروع کی تقریر میں کی۔ جناب! دیکھیں، بات یہ نہیں ہے کہ کون supreme ہے یا کون supreme نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ issue کہاں سے آیا ہے، یہ issue اس وقت شروع ہوا جب Supreme Court نے کہا کہ آپ ایک خط لکھ دیں، آپ نے اس خط کو رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ آپ نے Supreme Court کے ہر order سے انکار کرنا شروع کر دیا اور آپ نے فیصلہ کیا کہ ہم Supreme Court کے کسی فیصلے کو نہیں مانیں گے، بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ Supreme Court چیزوں کو نہیں دیکھتی، Supreme Court observer نہیں ہے، اس نے law follow کرنا ہے، اس

نے ایک چیز کہی ہے، آپ نے اس سے انکار کیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ Supreme Court کیا کرے، وہ لوگوں کی رائے لے، gallop survey سنے، pole کرائے، کیا کرے، اس کے پاس یہ options نہیں ہیں۔ وہ اس قانون کی ساتھ ہی چلے گی جو آپ کی پارلیمنٹ نے بنا کر اسے دیا ہے، وہ قانون اس judge نہیں بنایا۔ جناب! بات یہ نہیں ہے کہ آپ کا یہ contempt کا Bill اچھا یا برا ہے، یہاں پر مسئلہ نیتوں کا آتا ہے۔ اسی پیپلز پارٹی اور اسی پیپلز پارٹی کی حکومت نے جب یہاں پر 18th amendment move کی، ہم سب ان کے ساتھ تھے، left pole سے لے کر right pole تک ہم سب لوگ اکٹھے تھے، secular جماعتوں سے لے کر مذہبی جماعتوں تک ہم سب اکٹھے تھے۔ اس پر بحث کر کے، پورا سال لگا کر اس کو pass کیا گیا، اگر اعظم ہوتی صاحب کو یاد ہو جب ہم نے 58-2 (b) کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا، ہم نے وہ فیصلہ ایک دن میں کیا، we did it in one day اس کو صبح National Assembly نے pass کیا اور ہم نے اس کو دوپہر کو یہاں پر pass کیا، headed by Benazir Bhutto. اس وقت میاں نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے درمیان بہت اختلاف تھا جب House میں division ہوئی تو محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں نواز شریف ایک کمرے میں بیٹھے تھے-------آگے---------T20

T20-11JUL2012.............FANI\ED(Mohsin)............9.10PM........................UR12

سینیٹر حاصل بزنجو (جاری)

میاں نواز شریف صاحب اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ ایک ہی وقت میں ساتھ بیٹھے تھے، اس وقت ان کے درمیان بہت بڑا اختلاف تھا۔ جب ہاؤس میں division ہوئی تو محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں نواز شریف ایک کمرے میں بیٹھے تھے کیونکہ ہم سب کا یہ فیصلہ تھا کہ 58-2b کو ختم کرنا ہے۔ اس کے بعد اسی دن 58-2b we had moved کو ختم کرنے کے لیے ہم نے سینیٹ میں move کیا۔ I think Aitzaz was in the Senate as Leader of the Opposition. ہم سب نے اس کو مل کر پاس کیا۔ اس کرسی پر میں اور نواز شریف بیٹھ رہے تھے۔ جب آپ کی نیت ٹھیک نہیں ہے تو آپ اس Bill کو نہیں لا سکتے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جس Bill کی اعتزاز اور رضا ربانی اس ایوان میں کھڑے ہو کر اس سے agree نہیں کر رہے ہوں تو آپ جانتے ہیں کہ ان کے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ وہ سیاسی کارکن ہیں، وہ کسی جاگیردار کی طرح ان اسمبلیوں میں نہیں آئے۔ وہ جانتے ہیں کہ what is the party and what is the party discipline جب وہ اتنا بڑا فیصلہ لیتے ہیں تو بہت بڑی مجبوری ہوتی ہے۔ I am very much sure

میرے محترم وزیر قانون دل پر ہاتھ رکھیں تو وہ بھی اس کے حق میں نہیں ہیں کیونکہ یہاں پر نیتوں کا مسئلہ ہے۔ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو اس Bill کے ساتھ ہم سب ہوتے۔ اٹھارھویں ترمیم میں ہم سب ساتھ تھے۔ ہم پیپلز پارٹی کی تعریفیں کرتے پھر رہے ہیں۔

حاجی صاحب کہتے ہیں کہ ہم اس جج کو کیسے مانیں جس نے PCO کے تحت حلف لیا۔ حاجی صاحب! اگر واقعی وہ PCO والا جج تھا تو پھر میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ Judicry کی جنگ میں آپ نے کراچی میں عوامی نیشنل پارٹی کے جو ورکر شہید کروائے وہ کیوں کروائے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ PCO والا جج ہے۔ آج حاجی صاحب جوش خطابت میں، جس کی جماعت کے آئین میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ ملک ایک سیکولر ملک ہونا چاہیئے۔ اس کی پارٹی آئین میں اور ہماری پارٹی کے آئین میں بھی یہ لکھا ہوا ہے۔ Pakistan should be a secular country. آج وہ صرف اس کو نکالنے کے لیے ملک میں شریعت نافذ کر رہا ہے۔ I am sorry for that. ہم ایسا کیوں کرتے ہیں۔ اگر روایات کو ہم اس طرح لے کر چلیں، میاں نواز شریف کو ایک زمانے میں شوق ہوا کہ میں یہاں پر شرعی قانون لاؤں گا۔ ہم سب اتحادیوں نے میاں صاحب کی منت کی کہ آپ ایسا نہ کریں۔ اگر انہوں نے اس وقت وہ کیا تو وہ غلط تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ قانون تو نواز شریف نے منظور کیا ہے، ٹھیک ہے اس وقت میں بھی اس قانون کو منظور کروانے والوں میں تھا۔ کیا کل میں نے کوئی غلط فیصلہ کیا ہے تو آپ آج وہی غلط فیصلہ ضرور کریں گے یہ مثال دے کر کہ آپ نے یہ کیا تھا۔ اگر نواز شریف نے کوئی غلطی کی ہے تو آپ اس کو کیوں مثال بنا کر پیش کر رہے ہیں، آپ اس کو ختم کرنے کی کوشش کریں، آپ اس کو پھر کیوں نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے یہ سلسلہ اس طرح شروع کیا تو what is the difference between the dictators and democrats ضیاء الحق آیا، یہاں پر ایک پارلیمنٹ بنائی اور جو اس کے جی میں آیا اس میں ڈالتا رہا۔ یہاں پر سینکڑوں ممبران اس میں ڈبکیاں مارتے رہے یہاں تک کہ اس نے اس میں اپنا نام بھی ڈال دیا۔

جناب چیئرمین: میر صاحب! مہربانی کرکے conclude کرلیں۔ You have already consumed ten minutes.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! باقی ممبران کو تو آپ نے یہ بات نہیں کہی۔ حاجی عدیل صاحب کو تو آپ نے نہیں کہا۔ کیا ہم اسی patron پر جانا چاہتے ہیں۔ کل ہمارے پاس دو تہائی اکثریت آجاتی ہے اور ہمیں محسوس ہو کہ سپریم کورٹ میرے خلاف یا میری حکومت کے خلاف کوئی بات کرسکتی ہے تو ہم ترمیم لے آئیں۔ عدالتوں کو jam کرنا اگر پارلیمنٹ کی

supremacy ہے تو اس supremacy کی ہمیں ضرورت نہیں ہے کہ پارلیمنٹ میں ہماری اکثریت ہے، ہم اپنے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہونے دیں گے، ہم کوئی فیصلہ نہیں مانیں گے کیونکہ ہمارے ساتھ اکثریت ہے۔ دیکھیں پھر یہ pillars نہیں رہیں گے۔ اگر ان تینوں pillars میں سے پارلیمنٹ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ سپریم کورٹ یا کسی کورٹ کا کوئی فیصلہ نہیں مانیں گے تو یہ ملک آپ دو pillars پر کھڑا نہیں رکھ سکتے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کو، ہماری تمام جماعتوں کو democratic لوگوں کو اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ ہماری سپریم کورٹ active ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ساٹھ سالوں میں ہماری تباہی کی وجہ ہی یہ تھی کہ ہماری عدالتیں خاموش تھیں۔ جس نے آکر جو بدمعاشی کی ہے کورٹ نے اس کا ساتھ دیا ہے۔

جناب چیئرمین! ضیاء الحق آیا تو کورٹ نے اس کا ساتھ دیا، مشرف کا ساتھ دیا۔ ہم کیوں ایسی عدالت چاہتے ہیں جو ہمارے تابع ہو، اور وہ بھی پیپلز پارٹی ایسا چاہتی ہے۔ جس آدمی کا نام لیتے یہ تھکتے نہیں ہیں اس کو کینگرو کورٹ نے سزائے موت دی۔ پھر یہ وہی کینگرو کورٹ بنانا چاہتے ہیں۔ خدا کو مانو! ایسا مت کرو۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان کی نیت ٹھیک ہوتی تو ہم سب ان کے ساتھ ہوتے، جہاں بھی انہوں نے اچھی بات کی ہے سب نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو اپنی ایک غلطی بتاتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کو کس نے mention کیا۔ یہ جو کچھ آپ آج کر رہے ہیں، کل آپ اس کو بھگتیں گے۔ ہم نے ایک قانون منظور کیا کہ جلسہ جلوس غداری کے زمرے میں آتا ہے۔ اعتزاز صاحب! آپ کو یاد ہوگا اور مجھ پر اس وقت بھی وہ مقدمہ چل رہا ہے اور وہ قانون ہم نے منظور کیا تھا۔ I was one of them. مجھے پریس کلب سے پکڑا اور مقدمہ غداری کا درج کیا۔ تو مہربانی کر کے ایسے قانون کی طرف ہم نہ جائیں، ایسے مسائل کی طرف نہ جائیں جو کل ہمارے گلے پڑ جائیں
۔

ہم سیاسی لوگ ہیں، ایک بڑی جدوجہد سے نکلے ہیں، بہت بڑی مصیبت کے بعد ہم نے مشرف سے جان چھڑائی ہے، dictatorship سے جان چھڑائی ہے۔ آج ہم ملک میں پھر وہی صورت حال پیدا کر رہے ہیں، پھر لوگ کہتے ہیں کہ ان سیاسیوں سے فوجی بہتر حکومت کرتے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ اس Bill کو وزیر قانون صاحب واپس لے لیں۔ وزیر قانون سے خصوصی درخواست ہے کہ جو لوگ اس کو منظور کروا رہے ہیں ان کو سمجھائیں، منت کریں کہ مستقبل میں یہ آپ کے ہی گلے پڑے گا، اس ملک کے گلے پڑے گا۔ اگر ہم یہ نہیں کرتے، ہم اس طرح عدالتوں سے لڑتے جھگڑتے رہے تو پھر تاریخ کا مجرم dictator نہیں ہوگا جو آئے گا بلکہ پھر ہم ہوں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Thank you. Saifullah Magsi *Sahib*.

آگے جاری-------------T21

T21–11Jul2012 ER5/Rafaqat/Ed:Zafar Iqbal 9:20 pm

Mr. Chairman: Saifullah Magsi sahib.

Senator Nawabzada Saifullah Magsi: Thank you Mr. Chairman. After hearing my most senior and very honourable colleagues on the history of the laws of contempt, on the application of those laws and the political variations on how those laws have been used and manipulated, I don't have much to say on it.

Although Aitzaz Ahsan sahib very clearly mentioned, highlighted the case of Lord Denning and he has very rightly said that the respect of the judiciary has to be based on a very strong footing, it can't be based on fear of law or fear of contempt. Their respect has to be based on much more stronger footings. It has rightly said by Raza Rabbani sahib as well that unfortunately, we lack respecting the rule of law in this country and therefore, certain provisions are required to keep us in check. However, I don't think we are all barbarians and we don't live in that world anymore. We have come a long way. There has been a very long political struggle to achieve where we are sitting today. Unfortunately, we have always been bulldozed. The way we are going now, I am pretty sure we might be bulldozed again. Do we really want that? Do all of us here really want that again?

This country has to be realigned. It has to be put on strong footings, the institutions and all of them whether it is this Parliament, whether it is the judiciary, the armed forces. All have to have a clean slate. We all have skeletons in our closet whether

it is the politicians, whether it is the judiciary or whether it is the armed forces, not only in this country, over a whole evolution of the process of history. Nazi Germany was also a democratic country. They won elections, came to power but they transgressed.

Fortunately, the founders of our Constitution in 1973, did not give themselves powers to transgress on other institutions. We are still bound by that Constitution. Unfortunately, the duties and responsibilities given to other institutions by this Constitution, they transgressed their authority, they bulldozed this Constitution and we had to make an 18th Amendment to the Constitution to try and rectify some of the wrongs done to democracy and to the institutions of state. Unfortunately, as was rightly said by my honourable colleague Haji Adeel sahib, we were again forced to go for a 19th Amendment of the Constitution so that certain elements of the foundation of this state can be made happy. It was a political decision, it was not an institutional decision, it was not a state decision, it was not a decision so that the foundations of the institutions of this state should be strengthened. It was to make certain elements happy.

We should not forget that dictators have abused, misused and have played havoc with all institutions and the laws of this country and they have been protected. Parliament is Parliament because it is elected by the people of this country. They are the real sovereign of this country. All sovereignty does lie with Allah Almighty. As Muslims obviously, that is the supreme law, we all adhere to. On this earth, the foundation of democracy the 1973 Constitution tells us, that is how we are here, that sovereignty lies with the people of this country. It does not lie with appointed officials. It does not lie with people who are supposed to be guardians of our frontiers. It lies in the voice of people as represented in Parliament. That is why we have the authority to change laws, to make laws and to amend laws.

Law cannot be selective in its application. Any law has to be across the board. A country will run properly when all institutions are kept in a check and balance of each other. That is why there are checks and balances on this Parliament. We cannot make laws which deny the people their fundamental rights. Those will rightly be struck down. People who are in this Parliament, people who have represented this Parliament before, when they made this Constitution, they put that check on themselves so that we don't have a tyrannical democracy in this country. Unfortunately, we have had tyrants.

What if a court of law strikes down a constitutional amendment which is passed by 2/3rd majority of this country tomorrow. Is Parliament going to remain a bystander and watch? Are we going to be bogged down and will call back to these assemblies to rectify a constitutional amendment. A constitutional amendment represents the will of the people of this country. I don't think that the judiciary or anybody should be fearful of a law which is trying to make a balance between what can and cannot be said in terms of a judgment of a court. Ultimately, a fundamental principle, the freedom of expression is also there and that also needs to be balanced. That cannot be transgressed upon, that cannot be transgressed upon by us as parliamentarians even if we make constitutional amendment to it. We cannot suppress freedom of speech, we cannot suppress freedom of expression from the rights of our people.

So, I would suggest that since Parliament is representing the voice of the people, let Parliament decide, let democracy decide and democracy means the majority, let them decide what is right and what is wrong. If the court is going to strike it down and I am also of the legal opinion that most possibly, we might be going somewhere where this law if it is passed, there is a big possibility that it will be struck down by the court. There is no legal opinion, I am of the same opinion but we have to balance our institutions. I think

it is only Parliament that can do that. So, I would appeal to all the members that we have to respect our own selves for this country to respect us. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Syed Muzafar Hussain Shah.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Thank you sir. In fact a number of our distinguished colleagues have spoken upon this subject. It would be relevant to point out about the law of contempt.

The law of contempt is primarily a British phenomenon which evolved slowly, surely in the British dispensation of justice. In 1947 when the Sub−Continent gained independence in the two dominions of India and Pakistan, various laws started evolving. Amongst these various laws was a law of contempt. The figure and form of this law emerged in 1976, the ordinance of 2003 and the ordinance of 2004.

Now, the point here today which is very relevant is that what was the need of enacting a new law. What was the need of bringing in legislation when on the statute book, there already was existing some form of the law of contempt. Sir, in the last few months, from various quarters of the legal fraternity, there were voices raised. At one stage, it was said that there is no law of contempt. At various stages, in fact, one heard pronouncements saying that there is no law of contempt. Be that as it may, the examination of these three laws, the law of 1976, that of 2003 and 2004, an attempt has been made to find out the flaws, the insufficiencies or the deficiencies and how to address an issue which is very important issue in the administration of justice whereby you can protect the courts, protect their dignity and honour, protect their pronouncements and judgments. At the same time keep in touch the fundamental rights available to citizens of Pakistan, fair criticism and temperate language. So balance had to be struck with the

dignity and honour of the judiciary and at the same time, a fair process of law through system of transparency and right of appeal had to be maintained.

Sir, now here what is important? Whenever you take upon legislation, then you need to be in a position that what are the provisions in the Constitution which is the basic law of Pakistan today. With that sir, I would respectfully point out to you Article 204 of the Constitution defines the law of contempt of court. I would just read it out..........

(To be followed by T22)

T22–11th July2012 ER/4/Bhatti/ED: Altaf Sh. 9:30 P.M.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: (continue >>>>T–21) Mr. Chairman! I would respectfully point out to you Article 204 in the Constitution defines the law of contempt of court and I would just read it out cursorily because that is very important and it says:

> "204. (1) In this Article, "Court" means the Supreme Court or a High Court.
>
> (2) A Court shall have power to punish any person who—
>
> (a) abuses, interferes with or obstructs the process of the Court in any way or disobeys any order of the Court;
>
> (b) scandalizes the Court or otherwise does anything which tends to bring the Court or a Judge of the Court into hatred, ridicule or contempt;
>
> (c) does anything which tends to prejudice the determination of a matter pending before the Court; or

> (d) does any other thing which, by law, constitutes contempt of the Court.

Mr. Chairman! Now this has to be read in conjunction with Article 248, which has been lifted into the new draft which is the Bill for the contempt of court and I would very respectfully point out to you the provisions of Article 248. In sequence, 248 comes after 204 but in the interpretation of statutes when provisions of the Constitution are to be read then it would be expedient to read them together to get the sense of what the framers of the Constitution of the time that they frame the Constitution. What was in the mind of the framers of the Constitution.

> "248. (1) The President, a Governor, the Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State, the Chief Minister and a Provincial Minister shall not be answerable to any court for the exercise of powers and performance of functions of their respective offices or for any act done or purported to be done in the exercise of those powers and performance of those functions:

Now this has to be read 204 and 248 together, here another question will also arise and that is perhaps Article 25 because through this Bill in fact clause 3 where a category as mentioned in Article 248 has been mentioned whether 25 will apply or not, is a different matter.

Now the salient features of this Bill which I think deserve to be highlighted, is specifically speaking the right of appeal which for the first

time I think has been elaborated upon in a manner which is justice-able and I draw your attention to clause 7:

> "Clause 7 wherever it appears to the Supreme Court or a High Court that there is sufficient ground for believing that a person has committed contempt of court and that it is necessary in the interest of effective administration of justice to proceed against him, it shall make an order in writing to that effect setting forth the substance of the charge"

Sir, this is very important and as Mr. Aitzaz has pointed out earlier those who have practiced in the law, if in the charge, the charge does not indicate and allegation upon which the incident is based then the whole trial is vitiated. The charge must indicate what is the nature of the allegation against you? So that the accused has a reasonable opportunity to respond to that charge. Then for this provision is very important:

> "for believing that a person has committed contempt of court and that it is necessary in the interest of justice to proceed against him, it shall make an order in writing to that effect setting forth the substance of the charge"

Now this is the 232 of the Criminal Procedure Code in criminal cases,

> "it shall make an order in writing to that effect setting forth the substance of the charge against the accused, and, unless he is present in court, shall require by means of an appropriate process that he appear or be brought before it to answer the charge".

Mr. Chairman! Then I come to the appeal that where the appeal has been filed which again, if it is a single bench of the High Court it goes to a division bench, if it is two Judges of the High Court it goes to the honorable Supreme Court and in that scenario that where an appeal has been filed provided that in the event the impugned show cause or order has been passed by half or more of the Judges of that court, the matter shall, on the application of an aggrieved party, be put up for re−appraisal before the full court.

Provided further that the operation of the impugned show cause notice or order shall remain suspended until the final disposal of the appeal.

Now through this enactment what is happened? Either the stages of the appeal have been defined because there were some lacunas and some ambiguity in the earlier law or in relation to the question of various stages of this appeal. In the present enactment;

> "it says that shall remain suspended until final disposal of the matter here in, provided an appeal shall be filed within 30 days to the High Court and within 60 days to the Supreme Court of Pakistan".

Therefore, overall accumulative assessment is that this is basically an attempt to improve various clauses of the earlier contempt proceedings and Contempt Act as such. In many many instances it has improved, it has brought transparency, it has brought the element of fair trial which is the essence of the dispensation of justice and it has tried to balance the

concept which has laid down in 2004 protect the honour of the Judges, their directions and their judgments, their dignity and honour should be respected by everybody, the litigants, the public, civil society and the legal fraternity.

Now as the aims and objects of this enactment indicate that this is an attempt to blend both sides, the sides which confer powers for punishment, blended with the concept of fair trial and transparency. Whether a little bit of difficulty is 3(i) again like the exercise of powers which have been lifted from Article 248;

> 3(i)"exercise of powers and performance of functions by a public office holder of his respective office under clause (1) of Article 248 of the Constitution for any act done or purported to be done in exercise of those powers and performance of those functions".

It has been pointed out by my two distinguished colleagues earlier, I would also make parting reference to them and the second point would be that this need to be read in conjunction with Article 215, 204 and 248.

Therefore, whatever misgivings there may have been but it would be expedient and in the public interest to enact a law which is exhaustive, which is fair, which is detailed, which balances the whole concept of the good administration of justice, which protects the dignity and honour of the court and also give the litigant public basically the right of a fair and transparent trial. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Farhatullah Baber:

(Continue .....T23)

T23011July2012 Ashraf/Ed. Er.3 0940

Mr. Chairman:Thank you, Farhatullah Babar *Sahib*.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس انتہائی اہم بل پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں بہت مختصر بات کروں گا۔ میری کوشش ہو گی کہ ان نکات کو نہ دہراؤں جن پر مجھ سے پہلے بات ہو گئی ہے۔ میری یہ بھی کوشش ہو گی کہ in good faith and in temperate language اپنے خیالات کا اظہار کروں اور اگر خدانخواستہ اس میں کسی کو شکوہ ہوا تو اس کی میں پہلے ہی سے معذرت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! آج جو اس بل پر بحث ہوئی اس میں دو نکات سامنے آئے۔ ایک یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ یہ بہت عجلت میں بنایا گیا ہے اور ایک خاص مقصد کے لیے کہ وزیراعظم پاکستان کو protect کرنا اس کا مقصد ہے۔ دوسرا نکتہ جس کی یہاں بات کی گئی وہ یہ ہے کہ اس کی کچھ شقیں بظاہر آئین سے متصادم ہیں اور جب یہ قانون سپریم کورٹ میں چیلنج ہوگا تو سپریم کورٹ اس کو کالعدم قرار دے گی۔ میں سمجھتا ہوں یہ ابھی تک کا لب لباب تھا۔

جناب چیئرمین! جہاں تک اس قانون کے عجلت میں بننے کا سوال ہے تو ہم کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس قانون کی پاکستان میں contempt of court law کی پوزیشن کیا ہے۔ 1976میں Contempt Law modify ہوا تھا۔ 1998 میں وہ amendہوا۔ 2003میں اس میں مزید ترمیم کی گئی اور وہ قانون 2004میں ordinanceکے ذریعے نافذ ہوا، Contempt of Courtکا قانون جو اس وقت موجودہ تھا وہ 2004میں Ordinanceکے ذریعے نافذ ہوا لیکن جب سترھویں ترمیم آئی اور سترھویں ترمیم میں جنرل پرویز مشرف کے Ordinanceکو تحفظ دیا گیا تو وہ تحفظ صرف 31 December 2003تک کے Ordinancesاور Ordersکو دیا گیا تھا۔ گویا سترھویں ترمیم کے تحت 2004کا contemptقانون کو جب تک پارلیمان endorseنہیں کرتا تو وہ کالعدم ہو چکا ہے اور یہی وجہ ہے جناب چیئرمین، کہ تقریباً تین سال پہلے سپریم کورٹ کے سولہ رکنی بنچ نے contemptکے ایک کیس میں یہی کہا تھا کہ absence of legal statuteہے اور اس معاملے کو pendingرکھا۔ جناب چیئرمین! میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس

وقت جو اعتراض ہو رہا ہے کہ عجلت میں بنایا جا رہا ہے، اس وقت ملک میں اس صورت حال کے پیش نظر contempt کا کوئی قانون نہیں تھا and this is born by the facts of the contempt laws evolution from 1976 right upto 2004. ہم میں سے ہر ایک not only myself everybody respects the judges. ہم ججوں کا احترام کرتے ہیں اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ججوں کے احترام اور ان کی dignity کو برقرار رکھنے کے لیے contempt قانون کی ضرورت ہی نہ ہو۔ جس طرح فاضل سینیٹر اعتزاز احسن نے لارڈ ڈیننگ کے کیس کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ The dignity of the courts must rests on foundations that are more surer and solid than the contempt law. عدالتوں کا جو احترام ہوتا ہے وہ ان کے فیصلوں پر، وہ ان کے آئین اور قانون کی تشریح پر ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! عدالتوں کا احترام میڈیا کے ٹاک شوز کی وجہ سے نہیں ہوتا، عدالتوں کا احترام شعروشاعری سے نہیں ہوتا بلکہ عدالتوں کا احترام ان کے فیصلوں پر ہوتا ہے تو ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ عدالتوں کے لیے contempt کا کوئی قانون ہی نہ ہو بلکہ generally ایسا ماحول ہو کہ ہر شخص عدالت کا احترام کرے اور اس وجہ سے احترام کرے کہ ان کے فیصلے، قانون کی تشریح اور آئین کی تشریح خود لوگوں کو مجبور کریں کہ وہ عدالتوں کا احترام کریں لیکن گزشتہ چند سالوں سے یہ امر باعث تشویش ہے کہ ہماری معزز عدالتوں کو اپنے احترام اور وقار کے لیے contempt کے قانون کا سہارا لینا پڑا ہے۔ میں اس بات پر خوش نہیں ہوں، کوئی بھی اس بات پر خوش نہیں ہوگا کہ جب عدالتیں اس مقام پر پہنچ جائیں کہ وہ اپنی dignity and prestige کو برقرار رکھنے کے لیے contempt قانون کا سہارا لیں۔

Mr. Chairman! Any structure, any edifice of the dignity of the courts which rests only on the contempt law, I can tell you, Mr. Chairman, it is resting on sandy foundations and one day such a structure is bound to collapse.

اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ contempt کا جو قانون بن رہا ہے آج اگر آپ دیکھیں جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ملک میں contempt کا قانون نہیں ہے لیکن ہماری معزز عدالتوں نے، محترم ججوں نے ایک غیر موجود قانون کی تشریح کرتے ہوئے ایک شخص کو جیل بھیج دیا اور کہا کہ یہ گھور کے دیکھ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ human nature ہے کہ اگر مجھ پر کوئی الزام لگے اور میں اس کا جواب دوں اور میں بالکل بے گناہ ہوں تو I would look straight into the eyes. I don't have to look down, I will never

لیکن I will look straight eye ball to eye ball اگر تو میں درست ہوں اور مجھ میں اخلاقی جرات ہے تو look down.

جب contempt کی تشریح یوں آجائے کہ کسی نے جج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا موقف بیان کیا تو جناب چیئرمین! یہ تشویش کی بات ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ وقت نہ آجائے کہ کسی litigant کو جب کہا جائے کہ تم میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ بات کر رہے ہو اور تم توہین عدالت کے مرتکب ہو رہے ہو۔ خدانخواستہ وہ وقت نہ آئے کہ وہ litigant یہ کہے کہ if this is contempt of court then I am a contemnor, I want to be contemnor and it is an honourable title. اس لیے contempt کا قانون بننا چاہیے تاکہ قانون کی غیر موجودگی میں جیسے ہم نے دیکھا کہ گزشتہ چند سالوں سے ایک منتخب وزیراعظم کی چھٹی ہو گئی، ایک شخص کو جیل بھیجا گیا کیونکہ اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ گھور کے دیکھ رہا تھا۔ اسی طرح لاہور میں بھی ایک واقعہ ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ contempt کا قانون ہوتا کہ یہ چیز parameters کے اندر ہو اور ہر شخص اور ادارے کو اس بات کا علم ہو کہ کن parameters کے اندر اس نے اپنے فرائض سرانجام دینے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے ملک میں جو صورت حال ہے جب ایسا وقت آئے کہ معزز عدالت کے فیصلوں میں کچھ لوگوں کو غیر جانب داری کا عنصر واضح طور پر نظر آئے اور وہ اس غیر جانب داری کے عنصر کے بارے میں temperate language اور good faith میری بات نہ کر سکیں۔ جب ایسا وقت آجائے کہ ایک منتخب وزیراعظم کو توہین عدالت کے کیس میں پارلیمان سے فارغ کر دیا جائے اور جس طرح سینیٹر اعتزاز نے کہا کہ وہ الزام نہ چارج شیٹ میں تھا نہ evidence میں تھا اور نہ بحث میں شامل تھا تو جب حالات اس نہج پہ چلیں کہ اک منتخب وزیراعظم کو اس طرح سے برطرف کیا جائے۔

جاری---------

T24-11JUL2012 FAHEEM / ED Javaid 9:50 P.M. ER12

سینیٹر فرحت اللہ بابر: (جاری----) تو جب حالات اس نہج پر چلیں کہ ایک منتخب وزیراعظم کو اس طرح سے برطرف کیا جائے اور جناب چیئرمین! جب حالات ایسے ہوں، زیادہ دور کی بات نہیں ہے، NRO کا کیس لے لیں، جب اس میں 8000 سے زیادہ cases ہوں اور صرف ایک case ہی کو pursue کیا جائے اور کوئی یہ بھی اعتراض نہ کر سکے کہ باقی بھی تو cases ہیں، ان کی بھی تو شنوائی ہونی چاہیے اور وہ case بھی ایسا ہو کہ جن لوگوں نے NRO بنایا تھا اور وہ ملک کے اندر اور باہر

موجود ہوں اور ان کو بھی نہ بلایا جائے تو جناب چیئرمین! پھر سوالات اٹھتے ہیں، پھر ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور جب جناب چیئرمین! ایسا وقت آئے کہ سات ججوں کے فیصلے کو تین معزز اور انتہائی قابل احترام جج overturn کر لیں اور ایک منتخب وزیراعظم کی چھٹی کر دیں contempt of court law میں تو کیا یہ وقت نہیں ہے کہ ہم Parliament, Contempt Law کو revisit کر کے کہ ایک نیا Contempt Law بنائیں۔ اس قانون میں ہو سکتا ہے کہ کمی بیشی ہو، اس کو redress کیا جا سکتا ہے لیکن Contempt Law جو بنانا ہے یہ ہر گز عجلت میں نہیں ہے، یہ وقت کا تقاضا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہماری معزز عدالتوں کا بھی فائدہ ہے تاکہ وہ وقت نہ آئے خدانخواستہ کہ کوئی شخص پھر عدالت میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ اگر contempt کی یہ تشریح ہے تو پھر میں نے contempt کا ارتکاب کیا ہے، میں contemnor ہوں اور میں contemnor بننا چاہتا ہوں۔ لہٰذا اس وقت سے بچانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو contempt کا قانون بنا ہے، بڑا مناسب ہے، بڑے صحیح وقت پر یہ بنا ہے، عجلت میں نہیں بنا۔

جناب چیئرمین! دوسرا point جو میں عرض کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ تھا کہ سپریم کورٹ اس کو strike down کر دے گی۔ ہم parliamentarians ہیں، ہم جج نہیں ہیں اور مجھے توقع ہے اور یقین ہے کہ جج بھی parliamentarians نہیں ہیں اور نہ ہونے چاہییں۔ ہم نے اپنا کام کرنا ہے اور معزز جج حضرات نے اپنا کام کرنا ہے۔ Let them decide whatever they do. Why should I interpret right here that what the judges will do. Let the judges do whatever they want to do and whatever they think it is in accordance with law and Constitution. ہم نے تو ججوں کے مولوی تمیزالدین کیس میں فیصلے کو مانا، ججوں کے اس فیصلے کو مانا جس میں شہید ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی۔ ہم نے کون سی ایسی چیز تسلیم نہیں کی لیکن یہ پھر عدالت کا کام ہے، وہ یقیناً وجوہات لکھے گی کہ وہ کیوں اس کی بعض شقوں کو آئین سے متصادم قرار دیتی ہے۔ ان کو اپنا کام کرنے دیں ہم اپنا کام کریں گے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ اپنے وزیر قانون فاروق نائیک کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جو فخرالدین ابراہیم نے کہا کہ اس کو سمجھنے کے لیے چار فخرو چاہییں۔ Fakharuddin Ibrahim is an eminent jurist, a great lawyer. دراصل انہوں نے یہ کہا ہے کہ فاروق نائیک نے جو کام کیا ہے وہ چار فخروز کے برابر کام کیا ہے تو میں فاروق نائیک کو چار پانچ فخروز کے کام کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی اعتزاز صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب والا! بھٹو صاحب کا فیصلہ ہم نے تسلیم نہیں کیا۔ میں ذرا یہ درست کرنا چاہ رہا تھا۔

Mr. Chairman: This Bill has been discussed thoroughly. More than 12 people have spoken on this Bill. Now, I will proceed further. It has been moved that the Bill to enact a law relating to contempt of court [The Contempt of Court Bill, 2012], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Now, we go for the second reading of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 13........ Yes, Raja Zafar-ul-Haq *sahib.*

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! اپوزیشن نے اور دو تین معزز ارکان سینیٹ جو انتہائی قابل ہیں، جو Treasury Benches سے ہیں، نے اس موقف کی حمایت کی کہ یہ Bill کوئی ideal Bill نہیں ہے، یہ Bill واقعی جلدی میں بنایا گیا ہے اور اس کو بہت جلدی میں pass کیا جا رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پرسوں اگر وزیراعظم صاحب نے قومی اسمبلی میں یہ کہا کہ یہ Bill سب کے لیے یکساں ہے اور کوئی holy cow نہیں ہے، اگر آپ اس کو دیکھیں تو اس میں تقریباً 100 کے قریب وہ لوگ ہیں جن پر اس کا نفاذ بھی نہیں ہوتا، لہذا مقدس گائے ایک نہیں بلکہ 100 کے قریب ہیں بلکہ ایک ریوڑ ہے مقدس گایوں کا جن کو یہاں بچایا گیا ہے اور چونکہ ہماری بات نہیں مانی گئی، جلدی میں اس کو بلڈوز کیا جا رہا ہے لہذا اس وقت ہم اس سے قطع تعلق کرتے ہیں اور ہم as a protest walkout کرتے ہیں۔

(اس موقع پر پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اپوزیشن کے دیگر ارکان نے ایوان سے واک آوٹ کیا۔)

Mr. Chairman: Now, second reading of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 13, therefore, I put these clauses together as one question before the House. The question is that clauses 2 to 13 do form part of the Bill?

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 13 stand part of the Bill. Now, we take clause 1, the Preamble and Title of the Bill. The question is that clause 1, the Preamble and the Title of the Bill do form part of the Bill.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title, stands part of the Bill. Mr. Farooq H. Naek move item No.5.

Senator Farooq H. Naek (Minister for Law): Thank you sir. I wish to move that the Bill to enact a law relating to contempt of court [The Contempt of Court Bill, 2012], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to enact a law relating to contempt of court [The Contempt of Court Bill, 2012], be passed.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: The motion is adopted and Bill stands passed. This House stands adjourned to meet again on Thursday, the 12th July, 2012 at 5 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 12th July, 2012 at 5:00 P.M.)